عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

سیدنا عمر فاروقؓ کے تجدیدی کارنامے

جلد:۳۸	یکم تا ۷ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۱۹ء	شمارہ:۳۳

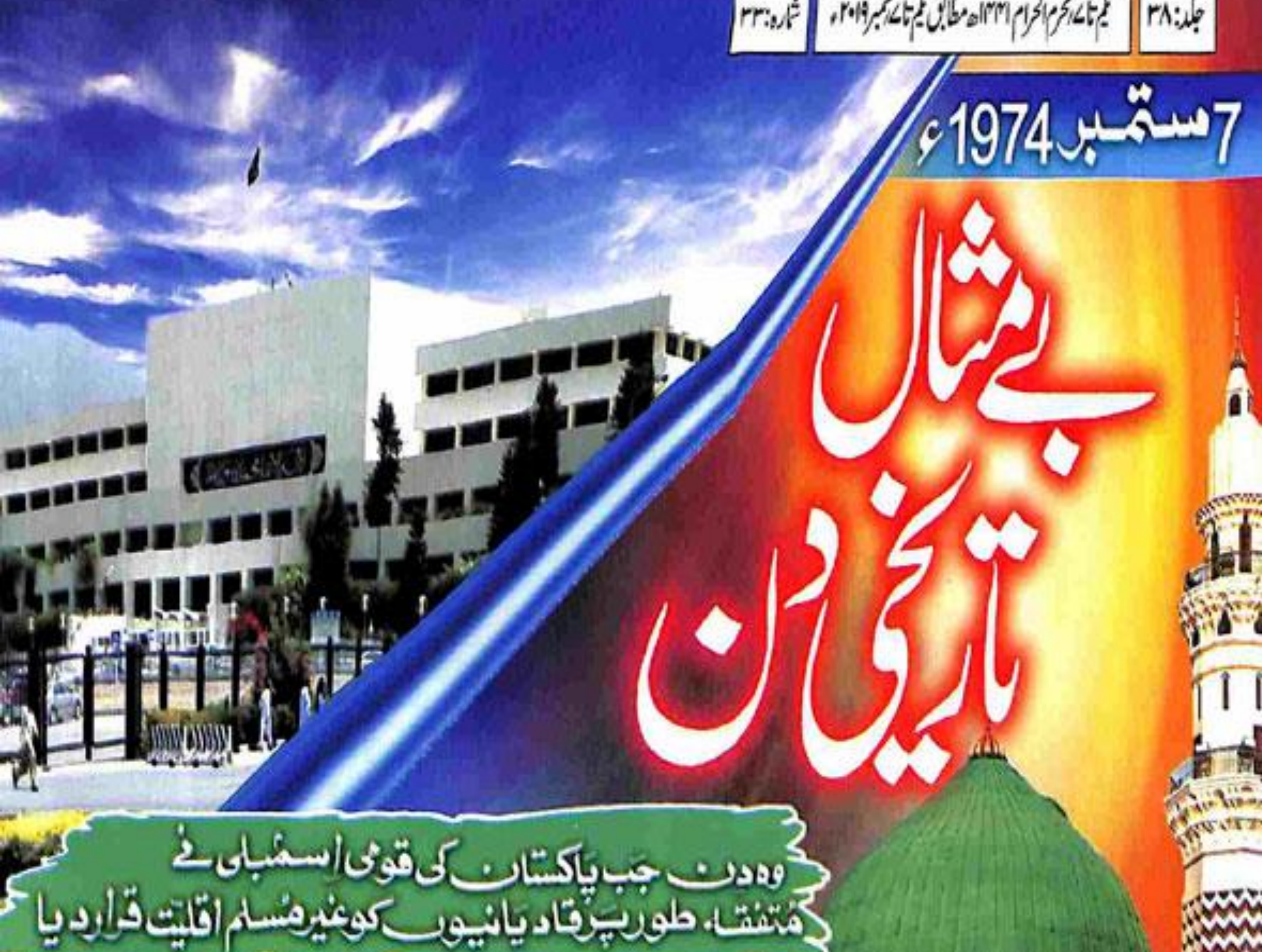

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

Introducing
NEW PACK
Quality
Products
Zaiqa
Gold Tea
Quality Blend
Pal Pal Sunehra Banai
ذائقہ
گولڈ چائے
ذائقہ نہیں تو چائے نہیں
Zaiqatea

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۳۸ یکم تا۷؍محرم الحرام۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا۷؍ستمبر ۲۰۱۹ء شمارہ:۳۳

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میئو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

۷؍ستمبر.....یوم تحفظ ختم نبوت	۵	محمد اعجاز مصطفی
۷؍ستمبر.....بے مثال تاریخی دن!	۸	مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
حضرت سیّدنا عمر فاروقؓ کے تجدیدی کارنامے	۱۴	مولانا محمد صفی اللہ
عقیدۂ ختم نبوت.....امت کی بقا کا ضامن	۱۹	مفتی خالد محمود
حیات سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام	۲۲	حافظ محمد اکرام
عقیدۂ ختم نبوت	۲۳	حافظ قاضی محمد
ناموس رسول ﷺ	۲۶	تنویر پھول

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ڈالر
فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی: ۳۵۰روپے، سالانہ: ۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

پیغام

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ

(امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کسی خاص طبقہ، یا خاص افراد کی ذمہ داری نہیں بلکہ یہ تمام مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اس عقیدہ کی حفاظت کریں، کیونکہ یہ عقیدہ دین کی اساس ہے اور اس عقیدہ نے تمام امت مسلمہ کو متحد کر دیا ہے اور تمام فرقوں اور جماعتوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے اور اس عقیدہ نے ہمیں ایک ایسے مضبوط رشتہ میں منسلک کر دیا ہے جسے زمینی حدود وقیود، زبان، رنگ ونسل کی تفریق ختم نہیں کر سکتی، اسی دینی رشتہ کی وجہ سے ہم تمام مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں، صرف مسلمانوں کے ہی نہیں ہم تو قادیانیوں اور مرزائیوں کے بھی خیر خواہ ہیں، ہم دل سے چاہتے ہیں کہ وہ ہلاکت سے بچ جائیں، دنیا اور آخرت کی ذلت ورسوائی سے بچ جائیں۔ رحمت للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے وابستہ ہو کر جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔ ہماری ان کو دعوت ہے اور بڑی فکر مندی اور دردمندی سے دعوت دیتے ہیں کہ کہاں بھٹک رہے ہو، آؤ جھوٹے نبی پر لعنت بھیجو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عافیت میں آ جاؤ، بغیر کسی تاویل کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مان کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ اور کل روزِ محشر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حق دار بن جاؤ۔

مسلمانو! یاد رکھو، قادیانیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا دوسرا نام ہے، ان کے کسی دھوکا میں نہ آنا اور نہ ان کی چکنی چپڑی باتوں اور تاویلات سے متاثر ہونا ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

آیئے ہم عہد کریں کہ ہم سب مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا جھنڈا ہر جگہ بلند کریں گے، اس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قدم بقدم ساتھ دیں گے۔ ان شاء اللہ!

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

۷؍ستمبر.... یوم تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

قرآن کریم، سنت نبویہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے یہ بات سورج کی روشنی سے زیادہ واضح اور روشن ہو چکی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ پر نازل ہونے والی وحی، آخری وحی، آپ کی امت، آخری امت ہے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کو صحابہ کرامؓ، آپ کے گھرانے کو اہل بیت عظام، آپ کی ازواج کو امہات المومنین جیسے پاکیزہ اور مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سوا چودہ سو سال سے امت مسلمہ میں یہی عقیدہ متواتر اور متوارث چلا آرہا ہے۔

تقریباً ایک صدی بیشتر برطانوی استعمار نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے امت مسلمہ کے اس متفقہ اور اجماعی عقیدے کے خلاف محاذ کھولا، اپنی دولت وحفاظت کی چھتری کے نیچے قادیان کے ایک شہری مرزا غلام احمد قادیانی کو ''منصب نبوت'' پر فائز کیا، جس نے اسلام کے متوازی ایک نیا دین بنایا۔ نبوت محمدیہ کے مقابل ایک نئی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی قادیانی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی نئی امت، مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں نیا مکۃ المسیح، مدینہ منورہ کے مقابلے میں مدینۃ المسیح، اسلامی حج کے مقابلے میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت، امہات المومنین کے مقابلے میں قادیانی ام المومنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلے میں قادیانی صحابہ کے القاب ونام تجویز کئے۔ اس بات کی تصدیق، اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود احمد قادیانی نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

۱:...''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔'' (خطبہ جمعہ میاں محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل، ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

۲:...اس طرح مرزا قادیانی کی اس نئی نبوت اور نئے دین کو نہ ماننے والے مسلمان کافر اور جہنمی قرار پائے، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

''جو شخص تیری پرواہ نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (اشتہار معیار الاخیار، مندرجہ تبلیغ رسالت، ج:۹، ص:۲۷)

۳:...مرزاغلام احمد قادیانی کے بڑے لڑکے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

’’کُل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت،ص:۳۵)

قادیانیوں کی ان ہفوات، بے ہودہ گوئیوں اور ان کے اسلام دشمنی کے اس گھٹیا کردار کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے۔ظاہر ہے انگریز نے جب خود اس پودے کو کاشت کیا تو وہ کیسے اس کو اکھاڑ سکتا تھا۔اس نے یہ مطالبہ نہ ماننا تھا اور نہ مانا۔انگریز کے دورِ اقتدار میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان باور کرا کر ہمیشہ مسلمانوں کی جاسوسی کرتے رہے، جو آج تک کر رہے ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد ملکی حالات کمزور دیکھ کر قادیانیوں نے ایک بار پھر اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں اور سر توڑ کوششیں کیں کہ کسی طرح پورا پاکستان نہ سہی کم از کم تھوڑی آبادی والا صوبہ، صوبہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنا دیا جائے۔ان کی خلاف اسلام ان کارروائیوں کو روکنے اور علامہ اقبال مرحوم کے مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلائی گئی، جس کو جبر وتشدد اور فوجی طاقت سے بظاہر کچل دیا گیا،لیکن اس تحریک نے علمائے امت کی قیادت میں ہر مسلمان کے دل میں ایمانی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلامی کا ایٹم بم فٹ کر دیا، جس کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کی اپنی شرارت اور غنڈہ گردی کے نتیجے میں جب تحریک چلی تو خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک تمام مسلمان اپنے اتحاد، اتفاق اور ایک ہی مطالبہ کی بنا پر یک جان اور’’بنیان مرصوص‘‘ کی مثال پیش کر رہے تھے۔

۱:...مسلمانوں کی قیادت کی طرف سے مطالبہ تھا کہ تمام قادیانیوں (لاہوری گروپ ہو یا ربوی) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲:...پاکستان اسلامی ملک ہے۔قادیانیوں کو اس ملک کے کلیدی عہدوں اور مناصب سے ہٹایا جائے۔

۳:...قادیانیوں کو ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکا جائے اور اس کے سدباب کے لئے قانون بنایا جائے۔

تحریک ۱۹۷۴ء کی مختصر روئیداد یہ تھی کہ ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا میں انتخابات ہوئے، جس میں ایک طرف مسلمان طلبا اور دوسری طرف قادیانی طلبا تھے۔مسلمان طلبا کو کامیابی ملی ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے نعروں سے تمام مسلمان طلبا سرشار تھے۔اسی نشتر کالج کے طلبا جب سیر وسیاحت کے لئے ٹرین کے ذریعے پشاور جا رہے تھے تو چناب نگر اسٹیشن پر جب ٹرین رکی تو قادیانیوں نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا، جس پر طلبا مشتعل ہو گئے ان طلبا نے ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے نعرے لگائے، قادیانیوں کو غصہ آیا اور انہوں نے واپسی پر ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر اسٹیشن پر ان طلبا پر حملہ بول دیا، ڈنڈوں، سریوں سے مسلح قادیانی جتھے نے خوب اپنا غصہ نکالا، ان طلبا کو شدید زخمی کیا، کئی ایک طلبا بے ہوش ہو گئے، مسلمانوں کو اس کا علم ہوا تو پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف نفرت اور غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا، بلکہ ۱۹۵۳ء کی طرح اس تحریک کو بھی کچلنا چاہا۔

۳ رجون ۱۹۷۴ء کو تمام مسالک کے علماء کرام کا ایک نمائندہ اجتماع راولپنڈی میں منعقد ہوا، حکومت نے اسے ناکام بنانے کی اپنے تئیں پوری کوششیں کیں لیکن اسے ناکامی ہوئی۔۹ رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں اجتماع ہوا اور اس میں طے کیا:

’’ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے۔یہ اجتماع ’’ختم نبوت‘‘ کے مسئلہ پر ہے۔اس کا دائرہ آخر تک محض دینی رہے گا۔سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہئے جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دینی ہی ہوگا اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ختم نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پُرامن ہوگا اور

اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا، اگر کوئی مزاحمت ہوئی یا تکلیف پیش آئی تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہوگا۔ مظلوم بن کر رہنا ہوگا اور ہمارے مدمقابل صرف مرزائی امت ہوگی۔ ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے، اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔‘‘

(ماہنامہ بینات کراچی، رمضان رشوال ۱۳۹۲ھ)

اسی اجتماع میں طے ہوا کہ ۱۴؍جون ۱۹۷۴ء کو ملک میں مکمل ہڑتال ہوگی اور مرزائی امت کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۳؍جون ۱۹۷۴ء کو وزیراعظم مسٹر بھٹو نے ریڈیو پر تقریر کی، لیکن اس تقریر میں حادثہ ربوہ پر کوئی ایک حرف نہیں کہا، ختم نبوت پر ایمان جتاتے ہوئے کہا کہ یہ نوے سال پرانا مسئلہ ہے اتنی جلدی کیسے حل ہوگا؟

۲۱؍جون کو مجلس عمل کا اجلاس ہوا، اس میں وزیراعظم کی تقریر پر غور وخوض کیا گیا اور طے کیا گیا کہ تحریک کو ہر ممکن پر امن رکھنے کی کوشش کی جائے۔ قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہر صورت بچایا جائے۔ علماء کرام نے پورے ملک کے دورے کئے، حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی، اس تحریک کے قائد اور میر کارواں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ تھے۔ ۲۰؍جولائی ۱۹۷۴ء کو ملک بھر کے اخبارات میں حضرت بنوریؒ کو بدنام کرنے کے لئے حکومتی اشاروں پر اشتہارات چھپنا شروع ہوگئے۔ حضرت نے اس کی طرف کوئی التفات نہیں فرمایا، اپنی پوری توجہ تحریک کو موثر اور کامیاب بنانے پر مرکوز رکھی۔ ۳۱؍جولائی ۱۹۷۴ء کو وزیراعظم نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلے کی تاریخ کا اعلان کردیا جائے گا، چنانچہ فیصلے کے لئے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی تاریخ کا اعلان ہوا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے دو ماہ میں اٹھائیس اجلاس کئے اور چھیانوے گھنٹے نشستیں کیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ’’ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ نامی کتاب پیش کی گئی، قادیانیوں اور لاہوری گروپ کے نمائندوں نے اپنے اپنے موقف پر مبنی کتابچے پیش کئے۔ ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک بیالیس گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے سربراہ مرزا صدرالدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی، یوں یہ مسئلہ پوری قومی اسمبلی کے اراکین کے اتفاق سے حل ہوا اور قادیانیوں کو ان کے دیئے گئے اپنے بیانات کی روشنی اور ان پر کی گئی جرح کے نتیجے میں (خواہ لاہوری گروپ ہو یا ربوی) غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ الحمدللہ، ثم الحمدللہ! اور اب چالیس سال بعد قومی اسمبلی کی تمام تر کارروائی الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چھاپ کر تمام مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کردیا ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا ضروری ہے بلکہ تمام قادیانی بھی ایک بار اس کو ضرور پڑھ لیں تاکہ انہیں بھی تمام حقائق سے آگاہی ہو۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو تقریباً پینتالیس سال کا عرصہ گزر گیا اور نئی نسل جوان ہو کر ادھیڑ عمر کو پہنچ گئی ہے اور اسکے بعد کی نسل کو اس مسئلہ کی اصل حقیقت، وجوہات، اسباب، قادیانیوں کے عقائد، ان کا دجل وفریب اور ان کی سازشوں کا علم نہیں، انہیں مثبت، حکمت، ودانائی سے بھرپور علمی اور تبلیغی انداز میں یہ سب بتانے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بڑھ کر قادیانیوں کی نئی نسل کو بھی اس بارہ میں آگاہ کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے تاکہ کل بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں تو کسی نے اصل عقائد سے روشناس ہی نہیں کرایا تھا تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ اس لئے تمام مسلمان بالخصوص علماء کرام اور مساجد کے ائمہ اور خطباء عظام کی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ مسلم عوام کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، ضرورت کے بارہ میں آگاہ کریں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے بارہ میں بیدار کریں اور قادیانیوں کے فتنے سے ان کو روشناس کریں۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

۷ ستمبر..... بے مثال تاریخی دن

جن دنوں قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ زیر بحث تھا، مرزا ناصر احمد (ربوہ) اور صدر الدین (لاہوری جماعت کے امیر) نے اپنا اپنا موقف اسمبلی کے سامنے تحریری طور پر پیش کیا اور مسلمانوں کا نقطۂ نظر ”ملت اسلامیہ کا موقف“ کے نام سے مسلم ارکان اسمبلی (جن کا حزب اختلاف سے تعلق تھا) کی جانب سے پیش کیا گیا، جس کی بنیاد پر قومی اسمبلی کی کمیٹی نے اپنا تاریخی فیصلہ صادر کیا، بعد میں ملت اسلامیہ کا موقف کا عربی ایڈیشن شائع ہوا ہے، اس پر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے جو مقدمہ تحریر فرمایا ہے، اس کا ترجمہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ماہنامہ بینات کراچی بابت ماہ ذوالقعدہ ۱۳۹۵ھ میں شائع کیا، جسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

بلاشبہ ”اسلام“ روئے زمین پر حق تعالیٰ شانہ کی سب سے بڑی آسمانی نعمت ہے اور اس کے برعکس ”کفر“ سب سے بڑا فتنہ ہے۔ دور جدید نے جن فتنوں کو جنم دیا ان میں سب سے بدتر، سب سے گہرا، پرخطر اور عیاری و چالاکی اور دجل و فریب میں سب سے بڑھ کر برطانوی استعمار کے تسلط اور اس کے کفر و مکر کا فتنہ تھا۔ برطانیہ نے اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں جل بھن کر ان کے خلاف جس قدر مکروہ سازشیں کیں ان میں سے بدترین وہ سازش تھی جو الغاء خلافت کے لئے کی گئی اور جس میں سوء اتفاق سے ان اعداء دین کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اسلامی خلافت، جس کی ایک آواز پر مشرق سے مغرب تک تمام اسلامی لشکر ایک جھنڈے تلے جمع ہوجاتے تھے، برطانیہ نے ”کمال اتاترک“ کے ذریعہ اس کی قسمت کا آخری فیصلہ کردیا، عالم اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کرکے انہیں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں اس طرح تبدیل کردیا کہ آج اس چاک دامن عالم اسلام کو رفو کرنا محال نظر آتا ہے۔ یہ صلیبی جنگوں میں شکست و پسپائی کا وہ بدترین انتقام تھا جو برطانیہ نے مسلمانوں کے خون سے اپنی پیاس بجھا کرلیا ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کی یہ برطانوی سازش ابھی تک ختم نہیں ہوئی، بلکہ بھولے بھالے، ناتجربہ کار مسلمان حکمران آج بھی اس سازش کا شکار ہیں۔ البتہ خدا کے فضل سے برطانوی استعمار کے قویٰ میں ضعف و اضمحلال کے آثار پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ جب اس کے استعمار کی بساط لپیٹ دی گئی اور اس کی سلطنت اقطار عالم سے سمٹ سمٹا کر ختم ہوئی اور جب اس کا آفتاب اقبال زمین کے کناروں سے غروب ہونے لگا، اس وقت برطانیہ کی جانشینی امریکا کے حصہ میں آئی اور وہ تمام انتقامی سازشیں جو کبھی لندن کے مرکز سے ہوا کرتی تھیں اب واشنگٹن سے ان کے احکام صادر ہونے لگے اور یہ سازشیں اب آفتاب نصف النہار سے زیادہ کھل کر سامنے آچکی ہیں۔

برطانیہ کی ایک بدترین سازش زیر استعمار اور محروسہ ممالک میں ”جہاد“ کو معطل اور کالعدم کرنے کی سازش تھی، برطانیہ نے حیلہ و مکر کے ذریعہ جس کی داستان بڑی طویل ہے، جب جونہی ہندوستان پر اپنے آہنی پنجے مضبوط کیے اس وقت ابتدا ہی میں اسے مسلمانوں کی جانب سے ”جہاد“ کا تلخ تجربہ ہوا، چنانچہ ۱۸۵۷ء میں مسلمان ”جہاد“ کے نام پر اٹھے اور حریت و استقلال کی جنگ لڑی گئی۔ اگرچہ اس معرکہ میں بدقسمتی سے مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی تاہم انگریز نے ”جہاد“ کے خطرہ کو پوری طرح محسوس کرلیا اور مسلمانوں کے دل سے جذبہ جہاد نکالنے کے لئے وہ تمام امکانی تدابیر بروئے کار لایا۔ یہاں ان تمام تدابیر کے ذکر کا موقع نہیں، البتہ دو اہم تدبیروں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

اول یہ کہ حکومت کے زیر انتظام مدارس میں ایسی کتابیں نصاب میں شامل کی گئیں جنہوں نے اسلامی تاریخ کے چہرہ کو بالکلیہ مسخ کرڈالا، بالخصوص ”عمل جہاد“ کے بارے میں یہ پروپیگنڈا بڑی شدت سے کیا گیا کہ ”جہاد“ اس جنگ بازی کا نام ہے جو مسلمان محض اپنے انتقامی جذبات کی تسکین کے لئے کرتے ہیں یا پھر لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانے کے لئے اور یہ کہ جہاد کا نتیجہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کے سوا کچھ نہیں، اسی ذیل میں مسلمانوں کے مجاہد بادشاہوں کو خوب لتاڑا گیا کہ انہوں نے جہاد کے ذریعہ صرف سنگ دلی و بے رحمی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وغیرہ، وغیرہ۔

دوم: جہاد کو منسوخ کرنے کے لئے نہایت

گہری تدبیر اختیار کی گئی، چونکہ سب کو معلوم تھا کہ جہاد قرآن کریم کی آسمانی وحی کے ذریعہ نازل ہوا ہے اور یہ بھی ظاہر تھا کہ آسمانی حکم کو کسی آسمانی وحی کے ذریعہ ہی منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی شخص کو دعویٰ نبوت کے لئے کھڑا کیا جائے، وہ نبوت اور آسمانی وحی کے نزول کا دعویٰ کرے، اور آسمانی سند سے جہاد کے منسوخ اور معطل ہونے کا اعلان صادر کرے۔ برطانیہ نے اس کے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا، جس کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی استعمار کی بھرپور مدد کی تھی اور جس سے برطانیہ کا رشتۂ الفت ومودت پہلے سے استوار تھا جس پر برطانیہ کو کلی اعتماد ہوسکتا تھا۔ یہ شخصیت اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں دستیاب ہوئی۔ برطانیہ نے محسوس کیا کہ یہ پشتینی وفادار غلام اس منصوبے کی تکمیل سے اِبا نہیں کرے گا، لیکن قرین مصلحت یہ تھا کہ اس نازک بساط پر آہستہ آہستہ قدم رکھا جائے اور آخری مرحلہ تک پہنچنے سے قبل ابتدائی مراحل پہلے طے کرائے جائیں، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے سب سے پہلے ایک مبلغ اسلام یا ایک داعی اور ایک مجدد کی حیثیت میں اپنی شخصیت کو متعارف کرایا، اسلام کی مدافعت اور عیسائی پادریوں سے پنجہ بازی شروع کی گئی، مقصد یہ تھا کہ مسلمان پبلک اس کی دعوت پر لبیک کہہ سکے اور اس کی شخصیت پر مسلمانوں کا اعتماد قائم ہوجائے کہ یہ شخص، مسیح کے پجاریوں کو سب سے زیادہ نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بعد ازاں تدریجاً دوسرے دعاوی کی طرف ترقی ہوتی رہی اور ہر مرحلہ میں حکومت برطانیہ اپنے تمام ممکنہ وسائل کے ساتھ اس کی معین و مددگار رہی۔ بہرحال یہ تدریج اس مقصد کے لئے تھی کہ ہر دوسرے دعویٰ سے قبل پہلا دعویٰ ہضم کیا جاسکے، چنانچہ مرزا نے بہت جلد یہ اعلان کردیا کہ حکومت برطانیہ "ظل اللہ فی الارض" ہے اور اس کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ کہ اس کی نبوت و مسیحیت کی وجہ سے جہاد منسوخ ہوچکا ہے۔ (اس کے تدریجی دعاوی کی تفصیل آپ کو زیر نظر کتاب ملت اسلامیہ کا موقف.... میں ملے گی)

ہمارے شیخ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ جو اس فتنہ کے ابطال و استیصال میں سب سے نمایاں مقام رکھتے تھے، اپنی کتاب "عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام" میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس شخص نے اول دن ہی سے ان دعاوی کی تیاری کر رکھی تھی، جن کا افترا آخر میں جاکر کیا، لیکن اس شقی نے تدریج سے کام لیا اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا اور اپنی مطلب براری اور اپنے کلام کے اصل مدعا کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اس نے زنادقہ اور باطنیہ کی روش اختیار کی اور ٹھیک "بابیوں اور بہائیوں" کے نقش قدم پر چلا، چنانچہ پہلے دعویٰ کیا کہ وہ مجدد اور مثیل مسیح ہے، پھر (چند سال بعد) ایک اور جست لگائی اور دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود اور مسیح معہود ہے اور دوسری جانب اس دعویٰ کی تاویل کی کہ وہ نقلی، مجازی، ظلی، بروزی نبی ہے۔ اس کے جو مفہوم اس زندیق نے اختراع کئے تھے ان کے مطابق... پھر اس سے ایک قدم اور آگے بڑھا اور دعویٰ کیا کہ وہ غیر تشریعی ظلی نبی اور رسول ہے اور پھر اس سے آگے بڑھ کر یہ کہا کہ وہ ظلی طور پر تشریعی نبی اور رسول ہے اور "اربعین" نامی کتاب میں صاف صاف شریعت "مستقلہ" کا دعویٰ کیا۔ معجزات کی ساتھ ساتھ تحدی کی، اپنی وحی کو قرآن کے ہم سنگ و ہم مرتبہ قرار دیا، تمام انبیاء کرام کے معجزات کی نقالی کی اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند معجزات دکھانے کا ادعا کیا، اپنی مسجد کو "مسجد اقصیٰ" ٹھہرایا۔ قادیان کو "مدینۃ المسیح" اور "رسول کی تخت گاہ" کا خطاب دیا، وہاں ایک مقبرہ بنایا جس کو "بہشتی مقبرہ" کا نام دیا اور اعلان کیا کہ جو شخص (مطلوبہ فیس ادا کرکے) اس مقبرہ میں دفن ہوگا وہ جنتی ہے اور اپنی بیوی کو "ام المومنین" کا خطاب دیا اور اپنے مریدوں کو اپنی "امت" کہا۔

اس کا سب سے بڑا معجزہ محترمہ محمدی بیگم سے نکاح آسمانی تھا جس کو وحی الٰہی قرار دیا اور اپنے اس ملعون دعویٰ پر بیس برس قائم رہا، اس کا اصرار تھا کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کے ہر مانع کو اٹھادے گا اور یہ خاتون اس کے نکاح میں بہرحال آئے گی اور یہ کہ تقدیر "مبرم" ہے اگر یہ ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ٹھہرے اور اس سلسلہ میں اس کے شیطان نے اس کو مندرجہ ذیل وحی کی تھی، جیسا کہ اس نے اپنی کتاب "انجام آتھم" میں ذکر کیا ہے:

"انہوں نے میری آیات کو جھٹلایا اور

وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے، پس اللہ تعالیٰ ان کی جانب سے تیری کفایت کرے گا اور اس خاتون کو تیری طرف لوٹائے گا، یہ ہماری طرف سے طے شدہ امر ہے اور ہم اس کام کو خود کرنے والے ہیں، ہم نے اس سے تیرا نکاح کر دیا۔"

اسی طرح وہ قرآن کے کلمات کو توڑ موڑ کر اپنی من گھڑت وحی میں نقل کرتا رہتا ہے اور اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں لکھتا ہے:

"یہ نکاح تیرے رب کی جانب سے حق ہے، پس تو نہ ہو شک کرنے والوں میں سے۔"

اور اس نکاح کو وحی آسمانی قرار دیا، جس پر اسے قرآن کی طرح یقین تھا اور اس پیش گوئی کو اس نے اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا اور اس خاتون کے والد کو مال و دولت اور زمین و جائیداد کا لالچ دیا اور ہر ممکن حیلہ و مکر سے اسے پھسلانے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی آنکھوں کے سامنے اسے ذلیل و رسوا کیا، اسے اس خاتون کا سایہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا اور اپنی ساری حسرتیں قبر میں ساتھ لے کر مرا، محترمہ محمدی بیگم کا عقد سلطان محمد سے ہوا اور یہ جوڑا صاحب اولاد ہوا والحمدللہ علی ذالک اور اس سلسلہ میں اس نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ:

"اگر پیش گوئی کے مطابق یہ نکاح نہ ہوا تو وہ ہر خبیث سے اخبث اور ہر بد سے بدتر ٹھہرے گا۔"

پس بلاشبہ وہ خود اپنے بقول ہر بد سے بدتر ٹھہرا اور خائب و خاسر دنیا سے رخصت ہوا، اس کی غرض لذات و شہوات کا حصول تھا اور بس۔

اور مرزا نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تو ایسی توہین کی جس سے جگر شق ہو جاتے ہیں اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، حالانکہ کبھی کسی نبی نے دوسرے نبی کی بُرائی اور تنقیص نہیں کی اور جو لوگ اس کی خانہ ساز نبوت پر ایمان نہیں لائے انہیں "کافر" قرار دیا اور کہا کہ: "جو لوگ میری تصدیق نہیں کرتے وہ کنجریوں کی اولاد، خنزیروں سے بدتر اور کتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں اور رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ: "میں اللہ کے حکم کے مطابق نبی ہوں" (انتہی کلام الشیخ تبصرہ)

مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی بہت سی آیات اپنی ذات پر چسپاں کیں، مثلاً آیت کریمہ: "ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کے بارے میں کہا کہ میں اس کا مصداق ہوں، میرا نام احمد ہے اور میرا نام محمد ہے، میرے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے زائد ہیں، کیونکہ میرے معجزات ایک لاکھ سے زائد ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے دعاوی باطلہ کئے، جن کی تفصیل آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔

خلاصہ یہ کہ یہ فتنہ ہندوستان میں حکومت برطانیہ کے دجل و تلبیس کا سب سے بڑا شاہکار اور اس ملعون کافر حکومت کا "خود کاشتہ" شجرۂ خبیثہ تھا، جو نسخ جہاد، ترک حج، حکومت برطانیہ کی اطاعت کی فرضیت، مسلمانوں کی تکفیر اور ان کی وحدت ملی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے لگایا گیا تھا۔

اس شجرۂ خبیثہ نے برگ و بار نکالے تو علمائے اسلام، اللہ و رسول کے اس باغی و طاغی گروہ کی بیخ کنی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ہر جگہ قلم اور زبان کے ساتھ اس کے خلاف جہاد کیا، اردو میں جو اس علاقہ کی زبان تھی، عربی اور فارسی میں بھی بے شمار کتابیں اس ملعون فرقہ کے رد میں لکھی گئیں لیکن علماء امت کی مساعی، تصنیف تالیف بحث و مناظرہ، دعوت مباہلہ، جلسہ و جلوس اور جمعیتوں اور اداروں کے قائم کرنے تک محدود تھیں، جبکہ برطانوی حکومت اپنے تمام ممکن وسائل، فوج، پولیس اور مال و دولت کے ذریعہ اپنے اس خود کاشتہ پودے کی حفاظت و آبیاری کے فرائض انجام دے رہی تھی، تا آنکہ جنگ عظیم دوم کے بعد برطانیہ اپنی نو آبادیات سے اپنی بساط حکومت لپیٹ کر اپنے مرکز کی طرف لوٹنے پر مجبور ہوا اور بر کو چک آزادی کے بعد دو حصوں (بھارت اور پاکستان) میں تقسیم ہوا۔

بدقسمتی یہ ہوئی کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی بنا جو قادیانی مرزائی اور قادیان کے جھوٹے نبی کا پُرجوش مبلغ تھا، قائدین پاکستان کو تنبہ نہ ہوا کہ اس منحوس شخص کے وزیر خارجہ ہونے سے پاکستان کا مستقبل کیا ہوگا؟ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برطانیہ کی یہ آخری سازش تھی، چنانچہ اس کے دور وزارت میں قادیانیت کی بنیادیں پاکستان میں مستحکم ہوئیں، انتظامیہ کے تقریباً تمام اہم ترین مناصب پر قادیانی مسلط ہوگئے، صوبۂ پنجاب کا ایک مستقل خطہ قادیانیوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا، جس کو انہوں نے "ربوہ" کا نام دیا۔ اس نام میں بھی جاہلوں اور نادانوں کے لئے دجل و تلبیس تھی، مقصد یہ تھا کہ آئندہ نسلوں کو بتایا جائے کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ (وا آوینا هما بربوة

ذات قرار و معین) میں، جو عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے، اسی ''ربوہ'' کا ذکر ہے اور اسی ''ربوہ'' میں مسیح کا نزول ہوا تھا، گویا یہ نام مرزا غلام احمد قادیانی کے ادعائے مسیحیت کی مناسبت سے رکھا گیا۔

اسی طرح اس قادیانی وزیر خارجہ نے اپنی مساعی مذمومہ سے عالم اسلام کے ممالک عرب، شام، حجاز، مصر، عراق، لبنان وغیرہ میں بھی یہ خبیث پودے لگائے اور اپنی حیلہ سازیوں کے ذریعہ ان کی آبیاری کی، جیسا کہ اس ملعون وزیر نے بڑی کامیابی کے ساتھ پاکستان اور اس کے ہمسایہ ملک افغانستان کے درمیان عداوت کا بیج بویا، جو آج تک اپنے برگ و بار لا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ افغانستان نے ان قادیانیوں کو جو کفر وارتداد کی تبلیغ اور حکومت برطانیہ کی جاسوسی کے لئے کسی زمانہ میں افغانستان گئے تھے قتل کرایا تھا، اس لئے اس بداندیش وزیر نے افغانستان سے یہ انتقام لیا۔

۱۹۵۳ء میں قادیانیت اور بالخصوص سر ظفر اللہ خان قادیانی وزیر خارجہ کے خلاف تحریک اٹھی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ ہوا، لیکن بدقسمتی سے قادیانیت کا پنجہ اس قدر مضبوط ہو چکا تھا کہ مسلمانوں کی اس تحریک کو حکومت سے ٹکرا دیا گیا اور فوج اور مارشل لاء کے ذریعہ مسلمانوں کو کچل دیا گیا اور دس ہزار جوانان اسلام اس ظلم وستم کا نشانہ بن گئے۔ الغرض بہت سی داخلی اور خارجی سازشیں ایسی تھیں جن کی وجہ سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ناکام ہو کر رہ گئی۔

اس طرح اس فتنۂ قادیانیت نے مسلمانوں کے خون سے خوب ہولی کھیلی، بے شمار مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہوئے اور بے شمار اسیر زنداں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موجودہ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی تقریر میں اعتراف کیا ہے کہ ۱۹۵۳ء میں حکومت کا موقف غلط تھا۔ حالات ایسی نہج پر چلتے رہے اور ان کافر و باغی قادیانیوں کی قوت میں مسلمانوں کے خلاف دن بدن اضافہ ہوتا رہا (جس کی تفصیل ایک مستقل کتاب کا موضوع ہے) یہاں تک کہ قادیانی، پورے پاکستان پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگے اور پاکستان کی حکومت کے خلاف سازش کرنے کی صلاح مشورے ہونے لگے اسی کے ساتھ قادیانیوں کا غیر مسلم سامراجی طاقتوں سے برابر رابطہ قائم تھا کہ وہ اس سلسلہ میں ان کی مدد کریں گے اور پاکستان میں قادیانی حکومت کی بنیاد رکھنے میں ان کا ہاتھ بٹائیں گے یا کم از کم یہاں ایسی حکومت قائم ہو جو ان قادیانیوں کے اشاروں پر رقص کیا کرے۔ قادیانیوں کا خیال تھا کہ مسلمانوں پر یاس و قنوط کے سیاہ بادل محیط ہیں اور ان پر بے ہمتی، غفلت اور بزدلی طاری ہے اور یہ کہ ارباب سلطنت قادیانیوں کی من مانیوں کی تائید کرنے پر مجبور ہیں، اس لئے اچانک انہوں نے اپنی طاقت آزمائی کا مظاہرہ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ مسلمان کہاں تک غافل اور آسودۂ خواب ہیں، چنانچہ طالب علموں کا ایک وفد جو تفریحی تعطیلات منانے کے لئے ریل کے ذریعہ ''ربوہ'' سے گزر رہا تھا، قادیانیوں نے ان کو ربوہ اسٹیشن پر زدوکوب کیا اور زخمی کر دیا، قادیانیوں کے اس ظلم و تعدی اور جسارت و دلیری نے مسلمانوں میں ایک طوفان برپا کر دیا، گویا یہ ایک لطیفۂ غیبیہ تھا جو مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ظہور میں آیا، لائل پور، سرگودھا اور ''ربوہ'' سے قریب کے شہروں میں مسلمان چونک اٹھے اور عظیم الشان جلسوں اور جلوسوں کی شکل میں ڈھل گئے۔ یہ خبر پاکستان کے دوسرے علاقوں میں پہنچی تو پورے ملک میں کہرام مچ گیا اور قادیانیوں کے خلاف پورے ملک میں شور مچ گیا اور قادیانیوں کے خلاف تحریک میں دن بدن شدت پیدا ہونے لگی، چنانچہ تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں پر مشتمل مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر قیادت، ایک ''مجلس عمل'' تشکیل کی گئی اور اس باغی ٹولے کے خلاف مسلمانوں کو منظم رکھنے اور حکومت کو متوجہ کرنے کی کارروائی پوری شدت وقوت سے شروع کی گئی تمام مسلمان ''مجلس عمل'' کے پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے، یہ عقیدۂ ختم نبوت کا اعجاز تھا کہ مسلمانوں کے مختلف سیاسی و مذہبی گروہوں کے درمیان اتحاد واتفاق کا ایسا منظر دیکھنے میں آیا جس کی نظیر اس آخری دور میں کسی دینی یا سیاسی مقصد کے لئے دیکھنے میں نہیں آئی۔

بہرحال حکومت کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ مسلمانوں کے اس مطالبہ کو پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرے، چنانچہ پوری قومی اسمبلی کو تحقیقاتی کمیٹی قرار دیتے ہوئے قادیانیوں کے رئیس وخلیفہ، مرزا ناصر احمد قادیانی کو اپنا موقف پیش کرنے کے لئے اسمبلی میں طلب کیا گیا اور اس نے اپنی برأت وصفائی کے اظہار کے لئے ایک مرتب کتاب پیش کی، یہ مرزا ناصر احمد، مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا ہے۔ اسے

پوری آزادی سے اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا، جب اس نے اپنا بیان مکمل کیا، تو کبار علماء نے جن میں جناب مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی کا نام جلی عنوان سے ذکر کیا جائے گا۔ اس موضوع پر مرزا ناصر احمد سے سوالات کئے۔ سوالات کا یہ سلسلہ کئی دن تک تقریباً تیس گھنٹے جاری رہا۔ یہاں تک کہ مرزا ناصر احمد سوالات کا جواب دینے سے عاجز آ گیا اور اس سوال و جواب سے فائدہ یہ ہوا کہ اس فتنہ کے مقاصد و عزائم بے نقاب ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے اسے علیٰ رؤس الاشہاد ذلیل ورسوا کردیا اور اس کا کفر وجہل اور زیغ والحاد تمام ارکان اسمبلی کے سامنے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا، یہ جرحیں جو مرزا ناصر احمد پر کی گئیں ان کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی، یوں اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلت ورسوائی سے ہمکنار کیا اور اس کا کفر وقبح طشت ازبام ہوکر رہا۔

بہرحال ایک طرف ارکانِ اسمبلی نے مرزا ناصر پر جرح وتنقید کیا تو قادیانیوں کے بارے میں ملت اسلامیہ کا موقف پیش کرنے کے لئے اکابر علماء ارکان اسمبلی کی معاونت کے لئے چند ”منتخب“ علماء نے نہایت مختصر سے وقت میں یہ کتاب (ملت اسلامیہ کا موقف) مرتب کیا اور جب یہ کتاب اسمبلی میں پڑھ کر سنائی گئی تمام ارکان اس فرقہ ملعونہ کے دعاوی سے ششدر رہ گئے اور سفیدۂ صبح کی مانند اس فرقہ کافرہ کا کفر واضح ہوگیا، جس پر کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی اور یہ واضح ہوگیا کہ ان کو کافر سمجھنے کے لئے کسی بڑی مقدار میں علم و فقاہت کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کا کفر ایسا بدیہی ہے کہ ہروہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو وہ ان کے کفر، خروج عن الاسلام، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بغاوت کو معلوم کرسکتا ہے اور جب معاملہ ہر صاحب نظر کے سامنے پوری طرح کھل گیا تو اسمبلی نے بالاتفاق یہ قرارداد منظور کی کہ: ”قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں“ چنانچہ ان کا نام غیر مسلموں کی فہرست میں درج کردیا گیا۔ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے لے کر تمام وزراء اور ارکان اسمبلی کا یہ ایسا متفقہ فیصلہ تھا جس سے کسی نے اختلاف وتخلف نہیں کیا، غالباً ایسے اتفاق واتحاد کی مثال اسمبلی کی قراردادوں میں کہیں نہیں ملے گی۔

اس لئے یہ کتاب (ملت اسلامیہ کا موقف) قادیانی مسئلہ اور پاکستانی قوم کے بالاتفاق قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں ایک اہم ترین تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پورے نوے سال بعد اس ملعون شجرۂ خبیثہ کی جڑیں کھودی گئیں، جسے حکومت برطانیہ کے ظالم و فاجر ہاتھوں نے کاشت کیا تھا، جبکہ اس کی جڑیں اور شاخیں اسلامی ممالک تک میں دور دور پھیل چکی تھیں، اس لئے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن پاکستان کی تاریخ میں ایک بے مثال تاریخی دن قرار پاتا ہے، جب سے پاکستان قائم ہوا اس قرارداد سے بہتر کوئی تاریخی واقعہ پاکستان میں رونما نہیں ہوا اور اس دن جیسی خوشی اور مسرت وابتہاج کی لہر مسلمانوں میں دوڑی اس کی نظیر بھی ہم نے کبھی نہیں دیکھی، دوست احباب کی دعوتیں کی گئیں، فقراء ومساکین کو کھانے کھلائے گئے، کیونکہ اس دن یاس وقنوط کے سیاہ بادل چھٹ گئے اور فرحت وتہنیت کی روشنی ہر سو پھیل گئی۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

خلاصہ یہ کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر بہترین اور جامع ترین کتاب ہے جو مرزا قادیانی کے کفر وضلال زیغ والحاد، جہل وعناد، غباوت و بلادت اور حکومتِ برطانیہ کے ساتھ گہرے تعلقات تمام متعلقہ امور کے چہرہ سے نقاب کشائی کرتی ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ تمام مواد و مباحث کا احاطہ مشکل تھا، اس لئے اہم فالاہم پر کفایت کی گئی ہے، نیز یہ کسی فرد واحد کی فکری کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ منتخب اہلِ علم کے پختہ افکار کا نتیجہ ہے، اس لئے فطری طور پر یہ کتاب اس موضوع پر اختصار کے باوجود سب سے زیادہ سیر حاصل ہے۔

کتاب کی زبان اردو تھی، مجلس عمل نے اس لئے ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدرس مدرسہ اسلامیہ سے فرمائش کی کہ وہ اسے فصیح عربی میں منتقل کردیں تاکہ اس سے ہمارے عرب بھائی بھی نفع اندوز ہوسکیں، چنانچہ موصوف نے بخیر وخوبی یہ خدمت انجام دی اور ایسا ترجمہ کیا جس میں زبان کی حلاوت وشیرینی موجود ہے، قاری کو یہ محسوس نہیں ہونے دیتی کہ وہ کسی کتاب کا ترجمہ پڑھ رہا ہے، بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی کے کسی اعلیٰ انشاء پرداز ادیب کی مستقل تصنیف ہے اور یہ اعزاز برادر موصوف کے لئے مایۂ صد افتخار ہے اور سونے پر سہاگا یہ کہ انہوں نے یہ ساری خدمت بغیر کسی معاوضہ کے محض بوجہ اللہ انجام دی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں اور رضا وقبول سے انہیں مشرف فرمائیں۔ اس موقع پر برادر عزیز جناب مولانا حبیب اللہ مختار، مدرس مدرسہ اسلامیہ رکن دار التصنیف کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری ہے، موصوف نے بہت ہی اہتمام اور وقت نظر سے

کتاب کی تصحیح کا فریضہ انجام دیا، نیز ہم برادرم سید شاہد حسن صاحب مالک پریس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ موصوف نے مطبع کے تمام کام رکوا کر اس کتاب کی طباعت کا اہتمام فرمایا، حق تعالیٰ ان تمام محسنین کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

ممالک عربیہ، عالم اسلام اور ان کے ارباب حل و عقد سے یہ توقع بے جا نہیں ہوگی کہ وہ پاکستان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیں گے، ان کی گمراہ کن تبلیغ و دعوت پر پابندی عائد کریں گے اور ان کی اسلام کش حرکات کی کڑی نگرانی کریں گے۔

حضرات علماء کرام اور اسلامی تنظیموں سے امید ہے کہ وہ امت مسلمہ کو اس طائفہ کے کفر اور خروج از اسلام سے آگاہ رکھیں گے اور یہ کہ قادیانیوں سے رشتہ ناطہ قطعاً جائز نہیں قرار دیں گے، انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت بھی نہ دی جائے، ان کی ریشہ دوانیوں کو ان کے مراکز تک محدود رکھا جائے اور ان سے ایک ''غیر مسلم اقلیت'' کا سا سلوک روا رکھا جائے۔

تمام اہلِ علم کا فرض ہے کہ وہ عامۃ المسلمین کو اس فرقہ باغیہ کے مکروفریب سے آگاہ رکھیں تاکہ کوئی مسلمان کم فہمی کی وجہ سے ان کے دام تزویر میں نہ پھنس سکے، نیز اسلامی حکومتوں سے ان کی دعوت پر پابندی اور کلیدی آسامیوں سے ان کی برطرفی کا بھی مطالبہ کیا جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو ایسے کاموں کی توفیق دیں جن میں اسلام اور امت اسلامیہ کی خیر اور بہبودی ہو۔

(مولانا) سید محمد یوسف بنوری

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان وصدر مجلس عمل

حزبِ اختلاف کی قرارداد

قومی اسمبلی میں اپوزیشن (حزب اختلاف) نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جو قرارداد پیش کی تھی، اس کا متن درج ذیل ہے:

جناب اسپیکر' قومی اسمبلی پاکستان، محترمی! ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کے نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کرکے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم کانفرنس میں، جو مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطۃ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے، تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طرز پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد: ۱۔ مولانا مفتی محمود، ۲۔ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، ۳۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، ۴۔ پروفیسر غفور احمد، ۵۔ مولانا سید محمد علی رضوی، ۶۔ مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، ۷۔ چوہدری ظہور الٰہی، ۸۔ سردار شیر باز خان مزاری، ۹۔ مولانا ظفر احمد انصاری، ۱۰۔ جناب عبدالحمید جتوئی، ۱۱۔ جناب محمود اعظم فاروقی، ۱۳۔ مولانا صدر الشہید، ۱۴۔ مولانا نعمت اللہ، ۱۵۔ جناب عمرہ خان، ۱۶۔ سردار مولا بخش سومرو، ۱۷۔ جناب غلام فاروق، ۱۸۔ سردار شوکت حیات خان، ۱۹۔ حاجی علی محمد تالپور، ۲۰۔ جناب راؤ خورشید علی خان، ۲۱۔ جناب رئیس عطا محمد خان مری۔ بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کئے: ۲۲۔ نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، ۲۳۔ جناب غلام حسین خان دھاندلا، ۲۴۔ جناب کرم بخش اعوان، ۲۵۔ صاحبزادہ محمد نذیر سلطان، ۲۶۔ مہر غلام حیدر بھروانہ، ۲۷۔ میاں محمد ابراہیم برق، ۲۸۔ صاحبزادہ صفی اللہ، ۲۹۔ صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری، ۳۰۔ ملک جہانگیر خان، ۳۱۔ جناب عبدالسبحان خان، ۳۲۔ جناب اکبر خان مہمند، ۳۳۔ میجر جنرل جمال دار، ۳۴۔ حاجی صالح محمد، ۳۵۔ جناب عبدالمالک خان، ۳۶۔ خواجہ جمال محمد کوریجہ۔

خلیفۂ دوم سیّدنا حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تجدیدی کارنامے!

خلیفۂ ثانی، خلیفۃ المسلمین، مراد رسول، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے فاروق اعظم کا لقب اور خطاب پانے والے، فاتح کشورستان حضرت عمر بن الخطابؓ کے نام نامی اور اسم گرامی سے کون ناآشنا ہوگا، مسلمان غیر مسلم بھی جن کا نام نہایت ادب واحترام سے لیتے ہیں، آپؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات پرملال کے بعد عہدہ خلافت سنبھالا اور بہت تھوڑے عرصہ میں ایسے کارناموں کی تاریخ رقم کی جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے، راقم الحروف ان چند صفحات میں ان ہی کارناموں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرے گا، لیکن ان کارناموں کی تفصیل میں جانے سے قبل مناسب ہوگا کہ مراد نبی خلیفۂ ثانی کے ذاتی اور شخصی تعارف سے تحریر کا آغاز کیا جائے۔

قبیلہ عدی کے ایک فرد خطاب کے گھرانے میں فجار اعظم سے چار سال بعد حضرت عمرؓ کی ولادت ہوئی۔ (محمد رضا سیرت عمر فاروقؓ، مکتبہ اسلامیہ لاہور پاکستان، ص:۲۲) آپ کے خاندان کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں جاکر آپؐ سے ملتا ہے۔ (اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام، نفیس اکیڈمی کراچی، ص:۲۴۴) آپؓ نے ۲۶ سال کی عمر میں نبوت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ (سیوطی جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکر، تاریخ پیدائش

مولانا محمد صفی اللہ

(۸۶۴ تا ۹۱۱) آپ نے اپنے دور خلافت کے دس سال پانچ یا چھ مہینوں میں (مبارک پور، قاضی اطہر، اسلامی پبلشنگ ہاؤس لاہور، ص:۵۲) ۲۲۵۱۰۳۵ مربع میل پر علم اسلام بلند کیا۔ (شبلی نعمانی علامہ، الفاروق، البرہان لاہور، ص:۱۶۲) حتی کہ وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، آپ کی رائے کے مطابق تقریباً ۲۱ آیات نازل ہوئیں اور آپ کی شان میں ۴۰ سے زیادہ احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ (بزم بنوری کی انعام یافتہ تقریریں بعنوان شان فاروق اعظم) آپ کی فضیلت وکمال کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شان میں فرمایا: "لو کان بعدی نبی لکان عمر" (اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا)۔ (الترمذی ابی عیسیٰ بن سورۃ، ترمذی شریف، ۲۰۹/۲۰) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ کی شان میں فرمایا: "کان فتحا وھجرتہ نصرا، وخلافتہ رحمۃ" (عمر رضی اللہ عنہ) جن کا اسلام فتح، ہجرت نصرت اور خلافت رحمت تھی)۔ (ندوی ابوالحسن علی، مختارات من ادب العرب، رشیدیہ افغان، ص:۱۶۹) ابن عبدالبر نے آپ کی شان میں کہا: "کان اسلامہ عز اظہر بہ الاسلام بدعوۃ النبی وقد شھد بدرا والمشاھد کلھا وولی الخلافۃ بعد ابی بکر۔" (ابن عسقلانی، تہذیب التہذیب، بیروت، لبنان، ۴/۲۷۷) (حضرت عمر کا اسلام باعث عزت تھا کہ اس سے اسلام کا غلبہ ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اور آپ بدر میں اور دیگر تمام غزوات میں شامل ہوئے اور صدیق اکبرؓ کے بعد خلیفہ بنے)۔

حضرت عمرؓ تو وہ تھے کہ جن کو اپنوں نے تو پلکوں پر بٹھایا غیر بھی آپ کے مداحوں کی صف میں آپ کے کمالات پر فریفتہ نظر آتے ہیں، چنانچہ پروفیسر مویر نے اپنی کتاب الخلافۃ میں ذکر کیا ہے کہ عمر کے انتظامی امور کی سب سے غالب خوبی یہ تھی کہ آپ جانبداری سے کام نہیں لیتے تھے، آپ مسئولیت کو اس کی اہمیت کے مطابق اہمیت دیتے تھے، عدل کے معاملے میں آپ کا شعور بہت قوی تھا، آپ اپنے عمال منتخب کرنے میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے، اور آپ اپنا کوڑا اپنے پاس رکھتے تھے اور گناہ گار کو فوراً سزا دیتے تھے حتی کہ یہ مشہور ہے کہ عمر کا کوڑا کسی اور کی تلوار سے بھی زیادہ سخت ہے، دائرہ معارف برکانیہ نے آپ کے بارے میں نقل کیا ہے، عمر عاقل حکمران تھے، آپ دوراندیش تھے اور آپ نے اسلام کے لئے عظیم خدمات سرانجام دیں،

پروفیسر واشنگٹن ایرنگ نے اپنی کتاب ''محمد وخلفاؤہ'' میں نقل کیا ہے، عمرؓ کی پوری زندگی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ بڑی عقل کے مالک تھے۔

آپ استقامت وعدالت پر سختی سے کاربند تھے، آپ نے اسلامی سلطنت کی اساس وضع کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہشات کو نافذ کیا، ابوبکرؓ کو ان کی مختصر مدت خلافت میں اپنی ہدایات اور مشوروں کے ذریعے مضبوط کیا مسلمانوں نے علاقوں کو فتح کیا ان کے انتظام و انصرام کے لئے مضبوط قواعد وضع کئے، آپؓ نے دور دراز علاقوں کی فتوحات کے موقع پر سپہ سالاران پر مضبوط اور قوی ہاتھ رکھا یہ آپ کی غیر معمولی صلاحیت کی بہت واضح دلیل ہے، آپ نے شان وشوکت کو ترک کرنے اور سادگی اپنانے میں نبیؐ اور ابوبکرؓ کی پیروی کی اور آپؓ نے سپہ سالار مقرر کرنے میں ان دونوں کے منہج کو اختیار کیا۔ (محمد رضا، سیرت عمر فاروقؓ، مکتبہ اسلامیہ لاہور، ص:۲۴۷) آخر کار نماز فجر کے دوران ابولؤلؤ فیروز مجوسی غلام کے قاتلانہ حملے میں زخمی ہوئے اور چاردن کے بعد یکم محرم الحرام ۲۴ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ (ندوی، شاہ معین الدین احمد، تاریخ اسلام، البیان لاہور، ص:۱۶۰)

تجدیدی کارناموں کی تفصیل

نظام حکومت:

اسلام میں خلافت یا حکومت کی بنیاد اگرچہ خلیفہ اول کے عہد میں پڑ چکی تھی، لیکن نظام حکومت کا دور حضرت عمرؓ کے عہد سے معرض وجود میں آیا اور اس کو اس قدر ترقی ہوئی کہ ان کی وفات تک حکومت سے متعلقہ تمام شعبے وجود میں آچکے تھے۔ (شبلی نعمانی، علامہ الفاروق، البرہان لاہور، ص:۱۶۹) لیکن یہاں یہ بات قابل ستائش ہے کہ اس حکومت کی ترکیب وساخت شخصی تھی یا جمہوری حضرت عمرؓ کی خلافت پر جمہوری یا شخصی دونوں میں سے کسی ایک کا بھی بالکلیہ اطلاق تو نہیں ہوسکتا تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ ان کی حکومت کی ساخت جمہوریت سے ملتی جلتی تھی۔ (امتیاز پراچہ، تاریخ اسلام، اقراء پبلشر کراچی، ص:۱۷۷) اس لئے کہ جمہوری طریق حکومت میں رعایا کو زیادہ حق حاصل ہوتا ہے حتی کہ جمہوری سلطنت کی اخیر حد یہ ہے کہ مسند نشین حکومت کے ذاتی اختیارات بالکل فنا ہوجائیں اور وہ جماعت کے رکن کا صرف ایک ممبر رہ جائے اور یہ دونوں باتیں حضرت عمرؓ کی خلافت میں بطریق اتم پائی جاتی تھیں، برخلاف شخصی سلطنت کے جس کی بنیاد صرف ایک شخص پر ہوتی ہے ان میں سے اصل الاصول مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا، یعنی جب بھی کوئی معاملہ پیش آتا تو ہمیشہ ارباب شوریٰ کی مجلس منعقد ہوتی تھی اور کوئی امر بغیر مشورہ کے عمل میں نہیں آسکتا تھا حتی کہ مجالس مشاورت کے حوالے سے آپ نے فرمایا: ''لاخلافة الا عن مشورة انعقاد'' (چارغ محمد بن علی، حضرت عمر فاروقؓ، نذیر سنز پبلشر لاہور) مجلس کا طریقہ کار یہ تھا کہ پہلے ایک منادی اعلان کرتا تھا الصلاۃ جامعۃ سب لوگ جمع ہوجاتے تھے تو حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں جاکر دورکعت نماز پڑھتے تھے بعد از نماز منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے تھے اور بحث طلب امر پیش کیا جاتا تھا۔ (تاریخ طبری ص۲۵۷۴ بحوالہ الفاروق، ۱۷۱) مجلس شوریٰ کے علاوہ ایک اور مجلس مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھی، جس میں روزانہ کے انتظامات پر گفتگو ہوتی تھی اور اس میں مہاجرین و انصار کے علاوہ تمام قبیلوں کے سردار شریک ہوتے تھے۔ (ظفر حاکم محمود، خلفائے راشدین، تخلیقات لاہور، ص:۱۷۵)

جمہوری حکومت کا دوسرا اصول یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے حقوق و اغراض کی حفاظت کا پورا اختیار دے دیا جائے، چنانچہ حضرت عمرؓ کی حکومت میں ہر شخص کو نہایت آزادی کے ساتھ یہ اختیار حاصل تھا اور لوگ اعلانیہ طور پر اپنے حقوق کا اظہار کیا کرتے تھے اور دوسرے اضلاع سے ہر سال سفارتیں بھی آتی تھیں ان سفارتوں کا اصل مقصد یہ ہوتا تھا کہ دربار خلافت کو ہر قسم کے حالات اور شکایات سے مطلع کیا جائے جمہوری حکومت کا تیسرا اصلی ضابطہ زیور یہ ہے کہ بادشاہ ہر قسم کے حقوق میں عام رعایا کے برابر ہو یعنی کسی قانون سے مستثنیٰ نہ ہو ہر شخص کو اس پر نکتہ چینی کا حق حاصل ہو اور یہ تمام امور حضرت عمرؓ کی خلافت میں اس درجے تک پہنچے تھے کہ اس سے زیادہ ممکن نہ تھے۔ (شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، البرہان پبلشر لاہور ۱۷۹)

محکمہ قضاء:

آغاز اسلام میں خلفاء خود ہی فیصلے کیا کرتے تھے، سب سے پہلے فاروق اعظمؓ نے یہ عہدہ غیر کے حوالے کیا، چنانچہ مدینے میں حضرت ابوالدرداءؓ کو بصرہ میں اور کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو قاضی نامزد فرمایا۔ (عبدالرحمٰن ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، المیزان لاہور ۱/۲۹۹) قضاء کے اصول وآئین پر گورنر کوفہ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام ایک تحریر بھیجی اس فرمان میں قضاء کے متعلق جو قانونی احکام مذکور تھے، وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ قاضی کو تمام لوگوں کے ساتھ یکساں

برتا ذکر نا چاہیے۔

۲۔ثبوت کی ذمہ داری مدعی پر ہوگی۔

۳۔مدعی کے پاس عدم شہادت میں مدعی علیہ سے حلف لیا جائے گا۔

۴۔مقدمہ کی پیشی کی تاریخ معین ہونی چاہیے۔

۵۔فریقین کو ہر حال میں صلح کا حق حاصل ہے لیکن خلاف قانون میں صلح نہیں کر سکتے۔

۶۔قاضی اپنی مرضی سے مقدمے کا فیصلہ کرنے کے بعد اس میں نظر ثانی کر سکتا ہے۔

۷۔ہر مسلمان قابل ادائے شہادت ہے سوائے اس شخص کے جو سزا یافتہ ہو۔

۸۔تاریخ معینہ پر اگر مدعی علیہ حاضر نہ ہو تو یکطرفہ فیصلہ کیا جائے گا۔(عادل محمد الیاس، خلفائے راشدین،مشتاق بک کارنر لاہور،ص:۳)

محکمہ افتاء:

یہ طریقہ اگرچہ آغاز اسلام میں قائم ہوا لیکن حضرت عمرؓ کے عہد میں جس پابندی کے ساتھ اس پر عمل رہا زمانہ مابعد بلکہ اس سے پہلے بھی نہیں رہا۔ان کے لئے چند اشخاص نامزد کیے گئے، مثلاً حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، معاذ بن جبلؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ اس طریقے کے لئے دوسرا کام یہ کیا کہ مفتیوں کے نام کا اعلان کر دیا، اس وقت گزٹ واخبار تو نہ تھے لیکن مجالس عامہ کر دیا جاتا تھا جن سے بڑھ کر اعلان کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔(شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، البرہان پبلشر لاہور ۳۰۳ تا ۳۰۴)

تقسیم ملک:

اسلام میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے ملک کو صوبوں میں تقسیم کیا سوائے مؤرخ یعقوبی کے تمام مؤرخین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ آپؓ نے ممالک مقبوضہ کو آٹھ صوبوں پر تقسیم کیا یعنی مکہ، مدینہ، کوفہ، جزیرہ، شام، بصرہ، مصر اور فلسطین۔ (شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، البرہان پبلشر لاہور، ۱۷۱) ان صوبوں میں سات قسم کے عہدیدار رہتے تھے، والی (حاکم صوبہ) کاتب (میر منشی) کاتب دیوان (دفتر فوج کا میر منشی) صاحب الخراج (کلکٹر) صاحب احداث (افسر پولیس) صاحب بیت المال (وزیر خزانہ) قاضی (جج) (ندوی شاہ معید الدین احمد، تاریخ اسلام، البیان لاہور ۱۶۲) تقسیم ملک کے بعد آپؓ نے عہدہ داروں کے انتخاب میں جو احتیاط و نکتہ سنجی کی، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے چنانچہ اس وقت پورے عرب میں چار شخص فن سیاست میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، یعنی امیر معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، مغیرہ بن شعبہؓ اور زیاد بن امیہ۔ آپ نے زیاد کے علاوہ تینوں کو بڑے بڑے عہدے دیئے، زیاد کو اس لئے مستثنیٰ کیا کہ وہ آپ کے عہد میں نوجوان تھے۔ عامل کے انتخاب کے بعد اس کے مال واسباب کی مفصل فہرست تیار کی جاتی تھی اور اس کے مال میں غیر معمولی ترقی پر اس سے مؤاخذہ کیا جاتا تھا، (قادری غلام حسین، حضرت عمرؓ کے فیصلے، اسلام بک ڈپو لاہور ۲۰۸) چونکہ وقتاً فوقتاً عمال کی شکایتیں آتی تھیں، اس کی تحقیق کے لئے ایک خاص عہدہ قائم کیا اور اس پر محمد بن سلمہؓ کو مامور کیا۔(الجزری ابی الحسن علی بن محمد، اسد الغابہ، بیروت، لبنان، تذکرہ محمد بن سلمہ)

شعبہ محاصل (خراج):

۱۶ھ میں حضرت عمرؓ نے خراج کے طریقے کو ایجاد کیا، اس مرحلے میں یہ مشکل پیش آئی کہ امراء فوج نے اصرار کیا کہ مقامات مفتوحہ فاتحین کو جاگیر میں دے دیئے جائیں اور باشندوں کو ان کی غلامی میں دیا جائے، آپؓ نے ان کی رائے کی موافقت نہیں کی۔(سعید امتیاز احمد، اسلامی تاریخ وتمدن، نیو بک پیلس لاہور ۲۸۶) لیکن عبدالرحمٰن بن عوفؓ فوج کے ہم زباں تھے حضرت عمرؓ نے (للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم)(الحشر:۸تا۱۰) سے استدلال پیش کیا آیت کریمہ کا آخری جزیہ ہے۔ (والذین جاؤوا من بعدھم) طرز استدلال یہ تھا کہ فتوحات میں آئندہ نسلوں کا بھی حق ہے اب اگر ان فاتحین کو جاگیر میں دے دیا جائے تو آئندہ نسلوں کا حق فوت ہو جائے گا۔تمام لوگوں نے کہا آپ کی رائے بالکل درست ہے اسکے بعد خراج کا اصول قائم ہو گیا، اس کام کے لئے حضرت عثمان بن عفانؓ اور حذیفہ بن الیمانؓ کو منتخب کیا۔(شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، البرہان پبلشر لاہور ۱۹۱) چنانچہ عراق میں سالانہ وصول شدہ خراج کی رقم ۱۰ کروڑ ۲۰ ہزار درہم تھی اور شام میں ۱ کروڑ ۴۰ لاکھ دینار تھی اور مصر میں ۱ کروڑ ۲۰ لاکھ دینار تھی۔(عبدالرحمٰن ابن خلدون، علامہ، تاریخ ابن خلدون، نفیس اکیڈمی کراچی ۱/۳۹۱) آپ خراج کی وصولی میں اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ صوبوں کے افسران سے پوچھتے تھے کہ تم نے خراج کی وصولی میں سختی تو نہیں کی باوجود اس نرمی کے آپ کے زمانے میں جس قدر خراج وصول ہوئی زمانہ مابعد میں کبھی وصول نہیں ہوئی،

آپ نے صرف خراج کی وصولی پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ زمین کی آبادی اور زراعت کی ترقی کی طرف بھی توجہ مرکوز کی اور حکم جاری کر دیا کہ تمام ممالک مفتوحہ میں جس قدر آفت زدہ زمینیں ہیں جو بھی اس کو آباد کرے گا اسکی ملکیت ہو جائے گی لیکن اگر کسی نے تین سال تک اس کو آباد نہیں کیا تو زمین اس کی ملک سے نکل جائے گی اس طریقے سے وہ آفت زدہ زمینیں جلد آباد ہوگئیں۔ (شبلی نعمانی علامہ، الفاروق، البرہان پبلشرز لاہور، ۱۹۴ تا ۲۰۱)

محکمہ آبپاشی:

ممالک مفتوحہ میں نہریں کھودوائیں اور اس کے لئے بڑا محکمہ قائم کیا، بقول علامہ مقریزی صرف مصر میں ایک لاکھ بیس ہزار مزدور روزانہ سال بھر اس کام میں لگے رہتے تھے اور یہ تمام مصارف بیت المال سے ادا کئے جاتے تھے۔ (تاریخ مقریزی ۱/۷۶، بحوالہ الفاروق ۲۰۲) ان نہروں کے نام حسب ذیل ہیں نہر ابی موسیٰ، نہر معقل، نہر امیر المؤمنین۔ (مہر امیر الدین، صحابہ کرامؓ اور رفاہ عامہ، دعوت اکیڈمی اسلام آباد ۳۴)

عشور:

یہ بھی حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے، جس کی ابتداء یوں ہوئی کہ مسلمان دوسرے ممالک میں تجارت کے لئے جاتے تھے تو ان سے مال تجارت پر ۱۰ فیصد ٹیکس لیتے تھے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے دربار خلافت کو مطلع کیا تو دربار خلافت نے حکم جاری کیا کہ ان ممالک کے تاجروں سے بھی اس قدر محصول لیا جائے، البتہ صرف تعداد میں تفاوت رہا کہ حربیوں سے ۱۰ فیصد اور ذمیوں سے ۵ فیصد لیا جاتا تھا، رفتہ رفتہ ممالک مفتوحہ میں اس کے لئے ایک محکمہ قائم کر دیا جس سے بہت بڑی آمدنی جمع ہوگئی اور یہ ضابطہ مقرر کیا کہ سال بھر میں صرف ایک مرتبہ محصول لیا جائے اور کھلی ہوئی چیزوں پر عشر لیا جائے۔ (عبدالرحمن ابن خلدون، علامہ، تاریخ خلدون، نفیس اکیڈمی کراچی ۱/۳۹۱)

بیت المال:

۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو بحرین کا عامل مقرر کیا تو وہ دو سالوں میں اپنے ساتھ ۵ لاکھ کی رقم لائے، حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ کا انعقاد کیا اور لوگوں سے اس بارے میں مشورہ لیا تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا جو رقم آئے وہ سالہا سال تقسیم کر دی جائے، وہ خزانے میں جمع نہ رکھی جائے حضرت علیؓ نے اس کے خلاف رائے دی، حضرت عمرؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور سب سے پہلے مدینہ منورہ میں بیت المال قائم کیا (شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، البرہان پبلشرز لاہور ۲۱۶) اور عبداللہ بن ارقم کو خزانے کا افسر مقرر کیا اور اس کے ماتحت مقرر کردہ لوگوں میں عبدالرحمن بن عبید القاری اور معقیب بھی تھے (کتب رجال میں معقیب کا تذکرہ) صوبہ جات اور اضلاع میں جو خزانے قائم تھے ان کا انتظام یہ تھا کہ جس قدر رقم وہاں کے ہر قسم کے مصارف کے لئے ضروری ہوتی تھی، رکھ لی جاتی تھی باقی سال کے ختم ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دی جاتی تھی۔ (ظفر حکیم محمود خلفائے راشدین تجلیات لاہور ۱۹۲)

شعبہ فوج:

اسلام کی ابتداء میں اس کے لئے کوئی باقاعدہ محکمہ نہ تھا۔ ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے فوج کا ایک مستقل محکمہ قائم کیا اس باب میں ان کی سب سے زیادہ قابل لحاظ جو تجویز تھی وہ سارے ملک کو فوج بنانا تھا (سعید امتیاز پراچہ، اسلامی تاریخ وتمدن، نیو بک پیلس لاہور۔ ۳۷۹) لیکن ایسی تقسیم ان کی خلافت میں ممکن نہ تھی اول قریش اور انصار سے شروع کیا، مدینہ منورہ میں چار بڑے نساب تھے۔ مخزومہ بن نوفل، جبیر بن مطعم، عقیل بن ابی طالب، حویطب بن عبدالعزی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بلا کر یہ خدمت سپرد کی کہ تمام قریش وانصار کا ایک دفتر تیار کریں، جس میں ہر شخص کا نام مفصلا درج ہو ان لوگوں نے یہ خدمت سرانجام دی، شعبہ فوج میں سب سے پہلے اصولی انتظام یہ کیا کہ آپ نے ۲۰ھ میں ملک کی دو تقسیمیں کیں ملکی اور فوجی۔ فوجی حیثیت سے چند بڑے بڑے فوجی مراکز قرار دیئے جن کا نام جند رکھا ان مقامات میں جو انتظامات فوج کے لئے تھیں وہ حسب ذیل ہیں۔ فوجیوں کے رہنے کے لئے بارکیں تھیں، ہر جگہ بڑے بڑے اصطبل خانے تھے، فوج کے متعلق ہر قسم کے کاغذات اور دفتر انہیں مقامات میں رکھے جاتے تھے، رسد کے لئے جو غلہ مہیا کیا جاتا تھا وہ انہیں مقامات میں رکھا جاتا تھا، ان مقامات کے علاوہ حضرت عمرؓ نے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مقامات میں نہایت کثرت سے فوجی چھاؤنیاں قائم کیں، اس کے علاوہ آپؓ نے فوج کے لئے جو انتظامات قائم کیں، وہ حسب ذیل ہیں۔ رسد کا مستقل محکمہ کیا، اختلاف موسم کے لحاظ سے فوج کی تقسیم کی، کوچ کی حالت میں فوج کے آرام کے لئے ایام مقرر کئے، رخصت کے قاعدے مقرر کئے، فوج میں خزانچی، محاسب، مترجم اور طبیب مقرر کئے۔ (شبلی نعمانی، الفاروق، البرہان پبلشرز لاہور، ص:۲۳۲ تا ۲۳۵)

محکمہ پولیس:

حضرت عمرؓ کے دور میں امن وامان کی نگرانی کے لئے پولیس کا محکمہ قائم کیا گیا، اس محکمے کو صیغہ احداث بھی کہتے تھے، ہر علاقے میں ایک افسر پولیس جسے صاحب الاحداث کہتے تھے مقرر کیا گیا تھا جس کا کام اپنے علاقے میں امن وامان کی نگرانی کرانا تھا، اس کے علاوہ پولیس افسر احتساب کے متعلق جو کام سرانجام دیتے تھے وہ حسب ذیل ہیں۔کوئی شخص ناپ تول میں فرق نہ کرے، جانوروں پر زیادہ بوجھ نہ لادا جائے، شراب اعلانیہ نہ بکنے پائے۔(امتیاز پراچہ، تاریخ اسلام، اقراء پبلشرز کراچی،۱۸۱)

جیل خانے کی ایجاد:

عرب میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے جیل خانے تعمیر کرائے چنانچہ آپؓ نے مکہ معظمہ میں صفوان بن امیہ کا گھر ۴۰۰۰ درہم پر خرید کر جیل خانہ بنایا بعدازاں باقی اضلاع میں جیل خانے تعمیر کرائے۔(تاریخ مقریزی، ۲/۱۸۲، بحوالہ تاریخ اسلام، شاہ معین الدین احمد،۱۶۶) جیل خانے کی تعمیر کرانے کے بعد بعض غیر منصوص سزاؤں میں بھی ترمیم کردی چنانچہ ابو محجن ثقفی کے بار بار شراب پینے کے جرم میں حضرت عمرؓ نے اس کو قید کی سزا دی۔(بلاذری، فتوح البلدان،۲۶۳، بحوالہ الفاروق،۲۱۵)

جلاوطنی

یہ بھی حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے چنانچہ اسی ابو محجن ثقفی کو شراب سے باز نہ آنے کی صورت میں جلاوطن کیا تھا۔(الجزری، ابی الحسن علی بن محمد، اسد الغابہ، بیروت لبنان، تذکرہ ابومحجن ثقفی)

☆☆............☆☆

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سرکاری ترمیمی بل

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی عوامی تحریک کے حوالے سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو شام چار بجے قومی اسمبلی کا ایک فیصلہ کن اجلاس ہوا جس میں وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کی منظوری سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ترمیمی بل کی منظوری کا اعلان کیا۔اس سرکاری ترمیمی بل کا متن درج ذیل ہے:

’’آئین پاکستان میں ترمیم کے لئے ایک بل:

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعدازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

۱:......مختصر عنوان اور آغاز نفاذ:

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲:......آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعدازیں آئین کہا جائے گا۔دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور توسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

۳:......آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم:

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض ووجوہ:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔‘‘

عقیدہ ختم نبوت

امت کی بقا کا ضامن

مولانا مفتی خالد محمود

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اس پر ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، کیوں کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات اور دو سو احادیث سے ثابت ہے، امت کا سب سے پہلا اجماع بھی اسی پر منعقد ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں مشکوک اور مشتبہ نہیں رہا اور نہ ہی کبھی اس پر بحث کی ضرورت سمجھی گئی بلکہ ہر دور میں متفقہ طور پر اس پر ایمان لانا ضروری سمجھا گیا۔

حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان در حقیقت اس اُمت پر ایک احسان عظیم ہے اس عقیدہ نے اس اُمت کو ایک وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے، آپ پوری دنیا میں کہیں چلے جائیں اور آپ ہر دور اور ہر عہد کی تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو نظر آئے گا کہ خواہ کسی قوم، کسی زبان، کسی علاقہ اور کسی عہد کا باشندہ ہو، اگر وہ مسلمان ہے اور حضور اکرم ﷺ پر اس کا ایمان ہے تو ان کے عقائد، ان کی عبادات، ان کے دین کے ارکان، ان کے طریقہ میں آپ کو یکسانیت اور وحدت نظر آئے گی جس طرح حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں پانچ نمازیں فرض تھیں، اسی طرح آج بھی پانچ نمازیں فرض ہیں، ان کے جو اوقات حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں تھے، وہی آج بھی ہیں جو اوقات سعودی عرب میں ہیں وہی اوقات امریکہ اور یورپ اور ایشیائی ممالک میں ہیں اسی طرح روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام بھی سب کے لئے یکساں ہیں یہ سب نتیجہ ہے ختم نبوت کا اتمام نبوت کا، اکمال شریعت کا۔

عقیدہ ختم نبوت اس اُمت کی بقا کا ضامن ہے جب تک یہ ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے یہ اُمت، اُمت رہے گی اگر یہ عقیدہ نہ رہا تو پھر یہ اُمت اُمت بھی نہیں رہے گی بلکہ اُمتیں جنم لیں گی اور اُمتیں بھی کیا گروہ اور جماعتیں بنیں گی، ایک کھیل تماشا ہوگا، آئے دن کسی گوشہ اور کونہ سے ایک نبی اٹھے گا، ایک ایک شہر سے کئی کئی نبی اُبھریں گے، ان میں مناقشت چلے گی ہر ایک اپنے دعویٰ کو مؤثر بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا اور اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھائے گا اور پھر ان میں مقابلہ بازی ہوگی اور اس طرح اس اُمت کا اُمت پنا ختم ہوجائے گا اسی لئے علامہ اقبال نے یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کی۔

"دین وشریعت تو قائم ہیں کتاب وسنت سے، دین وشریعت کی بقا اور دین وشریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب وسنت سے، جب تک کتاب وسنت ہے، دین باقی ہے، دین وشریعت باقی ہے، لیکن اُمت کی بقاء ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔"

خود قرآن کریم نے اس عقیدۂ ختم نبوت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔" (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل فرمائی جس میں تکمیلِ دین کا اعلان کیا:

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنا احسان پورا کردیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔" (المائدۃ)

اس کے علاوہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات سے عقیدۂ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح طور پر اعلان فرمایا:

"میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ نبی ہے

حالانکہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ابوداؤد، ترمذی)

علماء کرام نے ان تمام احادیث کو جمع کر دیا ہے جن سے عقیدہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے اوران احادیث کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ اس عقیدہ پر امت کا اجماع چلا آ رہا ہے بلکہ امت میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اس ناسور کو کاٹ کر جسد امت سے علیحدہ نہیں کر دیا۔

جب متحدہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے پیروکاروں کی ایک جماعت بنالی تو اسوۂ نبوی اور صحابہ کرام کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے علماء حق اس جھوٹی نبوت کے خاتمے کے لئے میدان عمل میں آئے اور اس کا ہر سطح پر مقابلہ کیا، اس وقت کی حکومت برطانیہ کی چوں کہ مکمل سرپرستی مرزا غلام احمد کو حاصل تھی اس لئے اس فتنہ کا خاتمہ اس طرح تو نہیں کیا جاسکا جس طرح دور نبوی اور دور صحابہ میں ہوا مگر اس فتنے کے مقابلہ اور اس کو ختم کرنے کے لئے کوئی سستی اور غفلت نہیں برتی گئی بلکہ تحریری، تقریری، مناظرہ، مباہلہ غرضیکہ ہر سطح پر اس کا مقابلہ کیا۔

ان تمام فتنوں میں جو امت کی تاریخ میں رونما ہوئے فتنہ قادیانیت سرفہرست ہے، ظہور اسلام سے لے کر اس وقت تک کوئی فتنہ اسلام کی تاریخ میں اتنا نازک اور ابتلاء کا نہیں رہا، جتنا قادیانیت ہے، اس کا خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ ایک مستقل دین اور متوازی امت کی تشکیل کرتا ہے بعض لوگ اسے بھی دیگر فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ سمجھ کر اس فتنہ کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں شاید ان کی نظر سے قادیانی لٹریچر نہیں گزرا ورنہ وہ کبھی اس سوچ کے حامل نہ ہوتے، حقیقت یہ ہے کہ قادیانیت ایک متوازی اُمت اور ایک مستقل دین کی داعی ہے یہاں نبی کے مقابلے میں نبی کو کھڑا کیا گیا بلکہ اسے دوسرے انبیاء سے حتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دیا، شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں مقامات مقدسہ، کتاب کے مقابلہ میں کتاب، افراد کے مقابلہ میں افراد ہر چیز کا بدل انہوں نے مہیا کیا، چنانچہ نبی کے مقابلہ میں نبی اور جھوٹے نبی کے ماننے والوں کو صحابہ کا درجہ دیا گیا، اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہا گیا، مکہ اور مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو ارضِ حرم اور مکۃ المسیح قرار دیا، حج کے مقابلہ میں قادیان حاضری کو حج سے زیادہ ثواب قرار دیا، قرآن کریم کے مقابلہ میں "تذکرہ" نامی کتاب کو پیش کیا غرضیکہ ایک ایک چیز میں اختلاف کیا اور صرف اختلاف نہیں بلکہ مقابلہ کیا اور خود اس کا انہوں نے اعتراف کیا چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

"حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔"

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

(خطبہ جمعہ، الفضل، ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

اس طرح کی بے شمار تحریری پیش کی جاسکتی ہیں کہ یہ صرف ایک فرقہ نہیں بلکہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کے متوازی ایک علیحدہ دین ہے، جس کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق ہیں اور نہ ہی انہیں اسلام کا نام استعمال کرنے کا حق ہے اور نہ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوا سکتے ہیں لیکن ان کی ہٹ دھرمی ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ اسلام اور مسلمانانِ اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں اس لئے ہمیشہ امت محمدیہ نے یہ مطالبہ کیا کہ انہیں غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اس کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی جس میں یہی بنیادی مطالبہ تھا مگر اسے قوت و طاقت کے بل بوتے پر کچل دیا گیا اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کی۔

۱۹۷۴ء میں ایک بار پھر تحریک چلی جس میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کا بیک آواز ایک ہی مطالبہ تھا کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس مطالبہ نے زور پکڑا، پر امن تحریک چلی، پوری قوم اس مسئلہ پر متفق تھی چنانچہ یہ تحریک ۷؍ستمبر کے تاریخ ساز آئینی فیصلہ پر منتج ہوئی۔ تحریک کی تفصیلات تو بہت ہیں مگر اختصار کے ساتھ واقعات کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

''۱:... ۲۲؍مئی کو طلباء کے وفد کی ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں سے تو تکار ہوئی۔

۲:... ۲۹؍مئی کو بدلہ لینے کے لئے قادیانیوں نے طلبا پر قاتلانہ سفاکانہ حملہ کیا۔

۳:... ۳۰؍مئی کو لاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

۴:... ۳۱؍مئی کو سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے صمدانی ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا۔

۵:... ۳؍جون کو مجلس عمل کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

۶:... ۹؍جون کو مجلس عمل لاہور کے اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کو مجلس عمل کا کنوینر مقرر کیا گیا۔

۷:... ۱۳؍جون کو وزیر اعظم نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

۸:... ۱۴؍جون کو ملک گیر ایسی مکمل ہڑتال ہوئی جس کی نظیر پاکستان کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

۹:... ۱۶؍جون کو مجلس عمل کا لائل پور میں اجلاس ہوا جس میں حضرت بنوری کو امیر اور مولانا محمود احمد رضوی کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

۱۰:... ۳۰؍جون کو قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی جس پر غور کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔

۱۱:... ۲۴؍جولائی کو وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا، ہمیں منظور ہوگا۔

۱۲:... ۳؍اگست کو صمدانی ٹریبونل نے تحقیقات مکمل کر لیں۔

۱۳:... ۵؍اگست سے ۲۳؍اگست تک وقفوں سے مکمل گیارہ روز میں ۴۱؍گھنٹے اور پچاس منٹ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں اپنا بیان اور شہادت ریکارڈ کرائی اور ان پر جرح کی گئی۔

۱۴:... ۲۰؍اگست کو صمدانی ٹریبونل نے اپنی رپورٹ سانحہ ربوہ سے متعلق وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

۱۵:... ۲۲؍اگست کو رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

۱۶:... ۲۴؍اگست کو وزیر اعظم نے فیصلہ کے لئے ۷؍ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

۱۷:... ۲۷، ۲۸؍اگست کو لاہوری گروپ پر قومی اسمبلی میں ۸؍گھنٹے ۲۰؍منٹ تک جرح ہوئی۔

۱۸:... یکم ستمبر کو لاہور شاہی مسجد میں ملک گیر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

۱۹:... ۵،۶؍ستمبر کو اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

۲۰:... ۶؍ستمبر کو مجلس عمل کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس، وزیر اعظم سے ملاقات (اور فیصلہ)

۲۱:... ۷؍ستمبر ڈھائی بجے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ہوا، جس میں کمیٹی کی سفارشات کو حتمی شکل دی گئی۔ قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی نے ۲۸؍اجلاس کیے جن میں مجموعی طور پر ۹۶؍گھنٹے غور وخوض کیا گیا۔

۲۲:... ۷؍ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں وہ تاریخی بل پیش کیا اور پانچ بجکر باون منٹ پر اسپیکر قومی اسمبلی نے تمام اراکین کی متفقہ رائے سے ترمیم پاس ہونے کا اعلان کیا۔

۲۳:... اسی روز (۷؍ستمبر کو) ایوان بالا سینیٹ کا اجلاس ہوا جس میں قومی اسمبلی سے منظور شدہ بل پیش کیا گیا اور ۴ بجکر پینتیس منٹ پر ایوان بالا نے بھی متفقہ طور پر یہ بل منظور کرنے کا اعلان کیا۔ مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں آیا۔

۲۴:... ۷؍ستمبر کو قومی اسمبلی نے فیصلہ کا اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ غیر مسلم ہیں۔ اور اس شق کو باقاعدہ آئین کا حصہ بنادیا گیا۔

قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد وعدہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلہ میں باقاعدہ قانون سازی کی جائے گی تا کہ قادیانی اپنے اسلام اور مسلمان کا لفظ اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کر سکیں، مگر اس سلسلہ میں ٹال مٹول سے کام لیا گیا اور قانون سازی نہ کی جا سکی تا آنکہ ۱۹۸۴ء میں ایک بار پھر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ کی سربراہی میں تحریک کو منظم کیا گیا جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور ہوا جس کی رو سے قادیانیوں کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہنا یا کہلوانا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد قرار دینا، اذان دینا، کلمہ طیبہ کا بیج لگانا، مرزا غلام احمد کو نبی کہنا، اس کے ساتھیوں کو صحابی اور اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہنا وغیرہ الفاظ کا استعمال قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا۔

ستمبر کا مہینہ ہمیں اس واقعہ اور اس جدوجہد کی یاد دلاتا ہے اور ہمیں آمادہ کرتا ہے کہ ہم بھی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

☆☆..........☆☆

حیاتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام

حافظ محمد اکرام

اسلام اور ایمان کے حلقہ میں داخل ہونے کے لئے جیسے عقیدہ توحید، رسالت اور ختم نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ، رفع ونزول مسیح علیہ السلام پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص توحید باری تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام کی نبوت ورسالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدہ پر تو ایمان رکھتا ہے، مگر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اس کا عقیدہ قرآن وسنت، آثار صحابہ، تعامل امت سے ہٹ کر معاذ اللہ وفات کا ہے تو یہ مسلمان نہیں ہے، امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یوں سمجھ لیجئے کہ اس وقت چار قسم کے نظریات رائج ہیں:

۱:... عیسائی نظریہ، ۲:... یہودی نظریہ،
۳:... قادیانی نظریہ، ۴:... اسلامی نقطہ نظر۔

کل چار نظریات ہیں، پہلے تین باطل، غلط، قرآن وسنت سے متصادم اور ایک آخری نظریہ اسلامی نقطۂ نظر قرآن وسنت کی آواز، صحابہ کرام کی پکار، امت کا اجماع کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کو اپنے دامن میں لینے والے کا ایمان محفوظ اور بچ جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ (۱) حضرت مریم کے بطن مبارک سے صرف جبرائیل کی پھونک سے پیدا ہوئے پھر (۲) بنی اسرائیل کے نبی بن کر مبعوث ہوئے، (۳) یہود نے ان سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا (۴) عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی مذموم کوشش کی (۵) اللہ کے حکم سے فرشتے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے (۶) اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمادی (۷) قرب قیامت میں جب دجال کا خروج ہوگا اور وہ دنیا میں فتنہ وفساد پھیلائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے (۸) دجال کو قتل کریں گے، (۹) دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل اور حضور ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہوگا اور اس امت میں آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے (۱۰) قرآن وحدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے، (۱۱) ان کے زمانہ میں (جو اس امت کا آخری دور ہوگا) اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر نہیں رہے گا، (۱۲) دوبارہ دنیا میں آنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے (۱۳) آپؑ کی اولاد بھی ہوگی (۱۴) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی (۱۵) مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے (۱۶) آپ (سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام) کو روضہ اقدس میں مدفون کریں گے۔ یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، جن کی تعداد ایک سو بیس سے متجاوز ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو!

قادیانی اپنے کفریہ عقائد اور ارتداد کی بنا پر دائرۂ اسلام وایمان سے خارج ہونے کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل نظریات کی ترویج واشاعت کے لئے سرگرداں رہتے ہیں۔ اے مسلمان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آخری نبی ہیں، قرآن ہماری آخری کتاب ہے، دین محمدی ہمارا آخری دین ہے، اس کی حفاظت اس کی نشر واشاعت عین ایمان ہے۔

آیئے! آگے بڑھئے شفاعت نبوی کے حصول کے لئے تحفظ ختم نبوت کے فریضہ کی انجام دہی کو اپنا مقصد زندگی بنانے اس کارواں کو رواں دواں رکھنے میں صدیق اکبر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا کردار ادا کیجئے۔ امید ہے کہ آپ روز قیامت کی سختیوں سے بچنے کے لئے اس عظیم کام میں ضرور حصہ لیں گے۔

عقیدۂ ختم نبوت

حافظ قاضی محمد

الحمدللہ! ہم سب مسلمان ہیں، اس بات پر ہم سب مسلمانوں کا ایمان ہے کہ دنیا میں بعثت اور تشریف آوری کے اعتبار سے سب سے پہلے نبی سیدنا آدم علیہ السلام ہیں، اس بات پر بھی ہم سب مسلمانوں کا ایمان ہے کہ بعثت اور تشریف آوری کے اعتبار سے سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یقیناً آپ جانتے ہوں گے سب سے پہلا وہ ہوتا ہے جس سے پہلے کوئی اور نہ ہو، اسی طرح سب سے آخر وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی اور نہ ہو۔

سیدنا آدم علیہ السلام روئے زمین پر سب سے پہلے نبی ہیں، معلوم ہوا کہ ان سے پہلے زمین پر کوئی اور نبی نہیں تھا۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں، معلوم ہوا کہ آپ کے بعد اب کسی اور کو نبوت و رسالت کا منصب نہیں دیا جائے گا۔

عقیدۂ ختم نبوت کی تعریف:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی بھی قسم اور نوعیت کا (نہ ظلی، نہ بروزی، نہ امتی، نہ غیر تشریعی اور نہ ہی تشریعی نبی اور رسول) کوئی اور نیا نبی دنیا میں نہیں آئے گا، اسلامی دنیا میں اسے عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد اور اساس ہے، جیسے عمارت بغیر بنیاد کے قائم نہیں رہ سکتی، جیسے زندگی بغیر روح کے نہیں ہو سکتی، اسی طرح ایمان عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔

عقیدۂ ختم نبوت کی بقا اور حفاظت سے سارے دین کی بقا اور حفاظت ہے، اگر عقیدۂ ختم نبوت محفوظ ہے تو سارا دین محفوظ ہے اور اگر عقیدۂ ختم نبوت باقی نہ رہا تو سارا دین ہاتھ سے نکل جائے گا۔

تاریخ اسلام پر اگر نظر ڈالیں تو ۲۳ سالہ نزول وحی کے زمانہ میں دین کی حفاظت کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئی ان تمام میں ۲۵۹ صحابہ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش کیا، مگر اسلام کی تاریخ میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے استیصال کے لئے خلافت صدیقی میں یمامہ کے میدان میں جو ایک جنگ لڑی گئی، اس میں ۱۲۰۰ سے زائد صحابہ کرامؓ، تابعینؒ نے شہادت کے مرتبہ عظمیٰ کو اپنے ماتھے کا جھومر بنایا۔

۷۰۰ صحابہ کرامؓ قرآن کریم کے حافظ، ۷۰ بدری صحابہ کرامؓ، اللہ اکبر.... اتنی بڑی قربانی سے عیاں ہے کہ صدیق اکبرؓ چاہتے تھے کہ عقیدۂ ختم نبوت باقی ہے تو اساس دین باقی ہے، اگر یہ عقیدۂ نہیں رہتا تو سارے دین کا صفایا ہو جائے گا۔ لہٰذا ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس عقیدہ کا تحفظ کریں۔

آئیے آگے بڑھیے اپنے علم، اپنے عمل سے، اپنے آنسوؤں سے، اپنے لہو کے قطروں سے، اس عقیدہ کو پروان چڑھائیں۔

منبر و محراب سے آواز اٹھے، خانقاہ سے ضرب لگے، دارالافتاء سے مہر لگے، ایک ہی آواز ہو:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔“

☆☆..........☆☆

کوئی اُن کے بعد نبی ہوا؟ نہیں، اُنؐ کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا، نہیں! اُنؐ کے بعد کوئی نہیں
کسی ایسی ذات کا نام لو جو میں بھی ہو، جو ہاں بھی ہو
ہے مرے یقیں کا فیصلہ، نہیں! اُنؐ کے بعد کوئی نہیں
وہ قدم اٹھے تو بیک قدم، ہمہ کائنات تھی زیر پا
یہ بلندیاں کوئی چھو سکا؟ نہیں، اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

محمد حنیف اسدی

شیزان کی مصنوعات کا استعمال مسلمانوں کیلئے ناجائز ہے

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی کی تصدیق

بخدمت جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم، دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون!

سوال: مندرجہ ذیل مسئلہ قرآن وسنت کی روشنی میں حل فرما کر ممنون فرمادیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مشروبات کی دنیا میں ایک مشروب "شیزان" نام کا آیا ہے، جسے لوگ بڑے شوق سے پیتے ہیں اور کمپنی کی جانب سے اس کی تشہیر بھی کافی ہوتی ہے، لیکن سننے میں آیا کہ یہ کمپنی قادیانیوں کی ہے اور "ختم نبوت" والوں کی جانب سے اس مشروب کا بائیکاٹ کرنے کے لئے بھی کہا گیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مشروب کا بیچنا، پینا اور اس سے حاصل شدہ کمائی کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا قادیانیوں کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ضروری ہے؟ پھر اشکال یہ ہے کہ اگر "شیزان" قادیانیوں (جو کہ غیر مسلم ہیں) کی مصنوعات میں سے ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، تو دیگر بیشتر مشروبات بھی غیر مسلم انگریز کمپنیوں کے تیار کردہ ہیں، انہیں بھی ممنوع ہونا چاہئے (حالانکہ آج تک کسی نے اس سے منع نہیں کیا) امید قوی ہے کہ جناب والا اس مشکل کو حل فرما کر مطمئن فرمادیں گے۔

المستفتی: حافظ امین

الجواب ومنہ الصدق والصواب

سب سے پہلے یہ اصولی بات ذہن نشین کرلیں کہ مصنوعات میں سے کسی بھی چیز کو صرف اس وجہ سے ناجائز نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی غیر مسلم کمپنی کی تیار شدہ ہے بلکہ ناجائز ہونے کی اصل وجہ کچھ اور ہے اور وہ یہ ہے کہ جو غیر مسلم کمپنی اپنی مصنوعات کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ مخصوص طریقہ سے ایک خاص مشن کے تحت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اور ان کو نقصان پہنچانے میں صرف کرتی ہو، اسی طرح دین اسلام کے خلاف اپنے غلط عقیدے اور نظریے کی نشر واشاعت میں خرچ کرتی ہو اور اس سے واقعتاً اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا سخت اندیشہ بھی ہو تو ایسی صورت میں اس غیر مسلم کمپنی کی مصنوعات کو خریدنا اور ان کے کاروبار کو آگے بڑھانے کا موقع دینا، گویا ان کے ناجائز عزائم اور اسلام کے خلاف ان کے مشن میں پس پردہ تعاون کرنے کے مترادف ہے، جو کسی بھی مسلمان کے لئے جائز قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ایمانی جذبہ رکھنے والا کوئی مسلمان ایسا کام کرسکتا ہے اور جن غیر مسلم کمپنیوں کا معاملہ اس طرح نہیں ہے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تو پھر ایسی غیر مسلم کمپنی کی جائز مصنوعات کو خریدنا مسلمانوں کے لئے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

ان تفصیلات کے بعد اصل مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ اس سے پہلے کئی سوالات کے ذریعہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ "شیزان" فیکٹری کی مصنوعات کی آمدنی کا بہت بڑا حصہ مرزائیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو مرتد بنانے، اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچانے میں صرف ہوتا ہے، اس کے علاوہ "شیزان" فیکٹری مرزائیوں کو سالانہ لاکھوں روپے مرزائیت کی نشر واشاعت کے لئے دیتی ہے، اگر یہ باتیں درست ہیں تو ایسی صورت میں "شیزان" کی مصنوعات میں سے کسی چیز کا خریدنا، بیچنا اور اپنے استعمال میں لانا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔

اور جہاں تک دوسری غیر مسلم کمپنیوں کی مصنوعات کی خرید وفروخت کا تعلق ہے تو اس کا حکم بھی اسی تفصیل کے مطابق ہے کہ اگر غیر مسلم کمپنیاں بھی اپنی مصنوعات کی آمدنی کا بڑا حصہ مرزائیوں کی طرح ایک خاص مشن کے تحت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صرف کرتی ہوں تو ان کی مصنوعات کی خرید وفروخت بھی مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کمال الدین غفرلہ

دارالافتاء دارالعلوم، کراچی ۱۴

۱۸-۱۱-۱۴۰۸ھ

جواب صحیح ہے اور مرزائیوں اور دوسرے غیر مسلموں مثلاً عیسائیوں اور یہودیوں میں فرق یہ بھی ہے کہ وہ لوگ اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرتے ہیں لہٰذا کسی التباس کا اندیشہ نہیں، اس کے برخلاف مرزائی اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے، بلکہ مسلمان کی حیثیت سے متعارف کراتے ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

احقر

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۹-۱۱-۱۴۰۸ھ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تصدیق

قادیانیوں کے ساتھ اشتراکِ تجارت اور میل میلاپ حرام ہے

سوال:……کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلے میں: قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے، چونکہ قادیانی مرتد کافر اور دائرہ اسلام سے متفقہ طور پر خارج ہیں، تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یا راہ و رسم رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

جواب:……صورت مسئلہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے، عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ تجارت کرنا خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے، کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں، گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کر رہے ہیں، لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی، غمی، کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، عام مسلمانوں کا اختلاط، ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، ملازم رکھنا، ان کے ہاں ملازمت کرنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲: ص ۱۱۵، قادیانی فتنہ، جدید ایڈیشن)

چند مشہور قادیانی ادارے

(جن کا بائیکاٹ اسلامی عدل وانصاف کے عین مطابق ہے)

- ✖ شیزان (جوس، بوتل، اچار، کسٹرڈ، ریسٹورنٹ وغیرہ)
- ✖ پنجاب آئل ملز لمیٹڈ (ذائقہ، کنگ اور کینولیو بناسپتی گھی اینڈ کوکنگ آئل)
- ✖ شاہنواز فلور ملز، شاہنواز ٹیکسٹائل ملز، شاہ تاج شوگر ملز
- ✖ کیوریٹو (ہومیو پیتھک ادویات) ✖ الرحیم جیولرز (حیدری کراچی)
- ✖ رومی ٹریول (کینٹ اسٹیشن کراچی)

امتِ مسلمہ کا متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانیوں سے لین دین اور خرید و فروخت بالکل حرام ہے

برائے رابطہ:
021 32780337
021 32780340

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

ناموسِ رسول ﷺ

.... تنویر پھول، ایم اے

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پر مرنا عین ایماں ہے
مئے حُبِ نبی سے دل کو بھرنا عین ایماں ہے
جو گستاخی کرے شانِ محمد ﷺ میں کوئی ظالم
مثال ضیغم صحرا بپھرنا عین ایماں ہے

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل بھی اُن کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

خدا کا آخری پیغام لے کر ہیں وہی آئے!
ہوئیں سب ظلمتیں کافور جب تشریف وہ لائے
غریبوں، بے کسوں اور بے نواؤں کے وہؐ حامی ہیں
جہاں میں آپؐ نے ہی رحمتوں کے پھول برسائے

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل بھی اُن کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

وہ سردارِ رسولاں ہیں شفیع المذنبین وہؐ ہیں
نبی وہ آخری ہیں اور ختم المرسلین وہؐ ہیں
جو بعد اُنؐ کے نبوت کا کرے دعویٰ وہ کاذب ہے
خدا ہے رب عالم، رحمۃ للعالمین وہؐ ہیں

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل بھی اُن کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

فنا عشق محمدؐ میں ہوئے ہیں جان و دل سے ہم
نبی کے عشق میں سولی پہ چڑھنے کا نہیں کچھ غم
نہیں خائف ذرا دار و رسن سے اُن کے متوالے
لٹائیں جان اُنؐ پر، یہ ہوس ہوتی نہیں ہے کم

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل بھی اُن کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

خبیبؓ عالی ہمت نے لٹائی جان یوں اُن پر
جو دیکھا جذبۂ حُب نبیؐ کافر تھے سب ششدر
چڑھے سولی پہ اور شاہ مدینہ پر ہوئے قرباں
نبیؐ کے عشق میں پکے ہیں سب اصحاب پیغمبر

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل بھی اُن کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

ارے ناداں! ہمیں دار و رسن سے کیوں ڈراتا ہے
نبیؐ کی عزت و حرمت پہ مرنا ہم کو آتا ہے
ہیں سودائی محمدؐ کے، بپا ہم حشر کردیں گے
ہر اک شیطان اور کذاب ہم سے خوف کھاتا ہے

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل بھی اُن کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

خدا کے فضل سے ہم امت شاہ مدینہ ہیں
ہمارے دل اسیر اُلفت شاہ مدینہ ہیں
ہمیں آتا ہے مرنا پھولؔ ناموسِ رسالت پر
کہ ہم ہی پاسبان عظمت شاہ مدینہ ہیں

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل بھی اُن کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

سلام زندہ باد
تاجدار ختم نبوت زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی
ختم نبوت کانفرنس
ان شاء اللہ
عظیم الشان
فقید المثال
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
بمقام
کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ لاہور
21 ستمبر 2019 بروز ہفتہ
بعد نماز مغرب
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی
حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
ملک کے جید علماء، مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں قائدین کے دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
0423-5441166
0300-4304277
0300-4981840
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

یومِ تجدید عہد

نیشنل اسمبلی آف پاکستان کا جرأت مندانہ فیصلہ

قادیانی دائرہ اِسلام سے خارج ہیں

- قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ (سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹوؒ)
- عقیدۂ ختمِ نبوت میں اُمتِ مُسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔
- ختمِ نبوت اسلام کی اساس ہے۔
- ختمِ نبوت قرآن کریم کی روح ہے۔
- ختمِ نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو ہے۔

7 ستمبر 1974ء کا عظیم الشان دِن ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق و وفا کی یاد دِلاتا ہے، جس دِن مسلمانوں کی 90 سالہ محنت رنگ لائی، اور گلشنِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بہار آئی۔
قادیانیت کے ظلمت کدہ پر مزید خزاں چھائی۔

آئیے! آج پھر ہم اللہ ربُّ العزّت سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزّت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ اور وطنِ عزیز کی حفاظت میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اسلامیانِ وطن میں سے ہر اس مسلمان کی قبر کو نُور سے منور فرمائے، جس نے اس مشن میں اپنا کردار ادا کیا۔ آمین